جلد ۲ | ۷ ر ماہ امان ۱۳۳۲ ہش ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۷۲ھ بمطابق ۷ ر مارچ ۱۹۵۳ء | نمبر (۹)

ہم پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے

ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ غیر احمدی مسلمان ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح دائرہ اسلام سے خارج ہیں

ذیل میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک پریس بیان کا ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔ جو عقیدہ ختم نبوت کے سلسلہ میں بعض استفسارات کے جواب پر مشتمل ہے۔ جماعت احمدیہ کا شروع ہی سے یہ عقیدہ ہے۔ جو اس بیان میں واضح کیا گیا ہے :-

سوال :- جماعت احمدیہ کے خلاف موجودہ ایجی ٹیشن کی سب سے بڑی وجہ یہ عام الزام ہے کہ احمدی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم نہیں سمجھتے۔ کیا اس الزام میں کوئی حقیقت ہے؟

جواب :- یہ الزام قطعاً غلط ہے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کے واضح ارشاد کے مطابق خاتم النبیین مانتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (علیہ السلام) نے بارہا علانیہ اعلان کیا تھا کہ میں ختم نبوت کے عقیدے پر محکم ایمان رکھتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اعلان کیا تھا کہ جو کوئی اس عقیدے پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔

سوال :- دوسرا الزام یہ ہے کہ احمدی غیر احمدی مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں کیا یہ الزام مبنی بر حقیقت ہے؟

جواب : جو کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اسے مسلمان کہلانے کا حق حاصل ہے۔ اسلام کی بناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ اور حضور کے ذریعہ ہی بنی نوع انسان کو قرآن حکیم کی صورت میں الہامی کتاب ملی۔ اس لئے جو کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی (آخر الانبیاء) سمجھتا ہے اور قرآن کریم کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے آخری الہامی کتاب تسلیم کرتا ہے۔ اسے مسلمان کہلانے کا حق حاصل ہے۔ خواہ وہ قرآن کریم کی بعض تعلیمات پر عمل نہ کرتا ہو۔ نہ ہم کوئی اور ایسے شخص کے متعلق یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح ہندو اور عیسائی وغیرہ ہیں۔ بلاشبہ ایک سچا مسلمان بننے کے لئے اسلام کی تمام تعلیمات کا پابند ہونا ضروری ہے۔ جب تک کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ وہ محض نام کا مسلمان ہے۔ اس سے ہماری پوزیشن واضح ہو جانی چاہیئے۔ اگر لفظ "کافر" کا مطلب ایسا شخص ہو جو ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح دائرہ اسلام سے خارج ہو تو یقیناً یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ یہ امر افسوسناک ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین اس بارے میں ہمارے عقیدے کو غلط طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور جہاں تک اس امر کا تعلق ہے۔ عوامی ذہن کو گمراہ کر دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تو اپنے پیروؤں سے یہی کہتا رہا ہوں۔ کہ وہ ایسے القاب استعمال کرنے سے اجتناب کریں۔ جن سے غیر احمدی مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

سوال :- اس وضاحت کی روشنی میں آپ کی پوزیشن مولانا مودودی امیر جماعت اسلامی کے تقریباً مشابہ ہے۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں۔ صالحین یعنی اصلی مسلمان اور دوسرے اسمی یا رسمی مسلمان کیا میں آپ کی پوزیشن کو اس طرح سمجھنے میں درست ہوں؟

جواب : ہاں اگر مولانا مودودی کے یہی خیالات ہیں تو ہماری پوزیشن بھی یہی ہے۔

(الفضل مورخہ ۲۴ ر فروری ۵۳ء)

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی

صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۵ مبارک :- مورخہ ۴ مارچ ۵۲ء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم-اے مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ :-

" سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بعارضہ زکام و قدرے بخار علیل ہے "

احباب اپنے مقدس آقا کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں فرماتے رہیں۔

دعائے مغفرت اور اظہار تعزیت

۱ - یہ خبر نہایت افسوس سے لکھی جاتی ہے۔ کہ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ زوجہ اول مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مورخہ ۲۷ فروری بروز جمعہ منٹگمری (پاکستان) میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ مغفورہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص خادم حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں نعش کو ربوہ پہنچایا گیا اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کی گئیں خدا تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور پسماندگان و عزیزان کو صبر جمیل عطا کرے۔

۲ - والدہ صاحبہ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان بھی مورخہ ۲۱/۲/۵۲ کو پاکستان میں وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ شیخ محمد حسین صاحب سابق صدر محلہ دارالفضل قادیان کی اہلیہ تھیں۔ خدا تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے۔ اور جملہ عزیزان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ادارہ بدر کی طرف سے مذکورہ بالا ہر دو صدمات میں اظہار تعزیت کیا جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل مطبوعہ خط مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ ربوہ کی طرف سے بغرض اشاعت موصول ہوا ہے ــــــ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادران کرام :- السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ حکومت نے احراری اخبار آزاد کے ساتھ الفضل کی اشاعت بھی ایک سال کے لئے بند کر دی ہے۔

ہم اس کے متعلق حکومت سے گفتگو کر رہے ہیں۔ لیکن چونکہ الفضل کے نہ پہنچنے کی وجہ سے احباب میں طبعاً بے چینی پیدا ہو گی۔ اس لئے جماعت کی اطلاع کے لئے یہ مطبوعہ خط بھجوایا جا رہا ہے۔ تا انہیں موجودہ صورت حال کا علم ہو جائے۔ اور انہیں یہ معلوم کر کے بھی تسلی ہو کہ جماعت کو ضروری جماعتی حالات سے باخبر رکھنے کے لئے مناسب تجاویز سوچی جا رہی ہیں۔ دوستوں کو ان ایام میں خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کا اور اس کے پیارے امام کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ہمیں اس اعلیٰ مقصد پر قائم رہنے اور اُسے پورا کرنے کی توفیق دے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد تھا۔

خدا کے فضل سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ربوہ میں بخیریت ہیں۔ فقط والسلام

(ناظر دعوت و تبلیغ ربوہ)

جلسہ سالانہ قادیان ۵۲ء کے موقعہ پر دو نکاحوں کا اعلان

(۱) عزیز مکرم نعمت اللہ صاحب غوری ولد محمد اسمٰعیل صاحب غوری کا نکاح امۃ السلیم بیگم بنت سیٹھ محمد عبد الحی صاحب احمدی یادگیر سے بعوض گیارہ سو روپیہ مہر پر ہوا

(۲) عزیز مکرم مبارک احمد صاحب ولد بشیر احمد صاحب ساکن حیدرآباد کا نکاح امۃ البشیر بیگم بنت سیٹھ محمد عبد الحی صاحب احمدی یادگیر سے بعوض گیارہ سو روپیہ مہر پر جناب مولوی ابو العطاء صاحب فاضل جالندھری پرنسپل جامعہ احمدیہ احمد نگر نے مورخہ ۲۸ دسمبر ۵۲ء کو مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ خدا تعالیٰ دونوں رشتوں کو جانبین کے لئے موجب برکت بنائے۔ آمین۔ (محمد اسمٰعیل فاضل وکیل ہائیکورٹ یادگیر)

نوٹ :- مکرم مولوی صاحب نے نکاحوں کی خوشی میں بدر کو ایک خریدار دیا ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ (نائب ایڈیٹر)

درخواستہائے دعا

۱ - حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدم آف بمبئی حال کراچی سخت بیمار ہیں۔ تمام احباب سے کامل شفایابی کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

۲ - میری چھوٹی بچی امسال ربوہ میں میٹرک کا امتحان دے رہی ہے احباب کرام سے عزیزہ موصوفہ اور تمام امیدواران امتحان کی کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(راجہ مولوی محمد حنیف صاحب بٹالوی)

۳ - عرصہ چار سال سے سونگھڑہ کے غیر احمدیوں کی مخالفت کے باعث خاکسار مقدمات میں پھنسا ہوا ہے۔ جملہ صحابہ کرام و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں عاجزانہ گذارش ہے۔ کہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ مولا کریم اس میں کامیابی عطا کر کے خدمت دین کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(سید توکل علی احمدی ساکن محی الدین پور کٹک)

۴ - عزیزم شریف احمد صاحب شاہجہانپوری نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(قمر الدین شاہجہانپوری قادیان)

مخیر احباب کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

جملہ احمدی احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر وہ کوئی تبلیغی ٹریکٹ (خواہ کسی زبان میں ہو) شائع فرمائیں تو دفتر زیارت مقامات مقدسہ قادیان میں برائے تقسیم مناسب تعداد میں ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار انچارج دفتر زیارت مقامات مقدسہ قادیان

شکریہ احباب اور درخواست دعا

شروع جنوری سے پہلے میری بیوی محمودہ نبیل اور بچی امینہ ہسپتال میں داخل زیر علاج رہیں۔ چار تاریں ربوہ دعا کے لئے ارسال کی گئیں۔ ان کو ابھی کچھ افاقہ ہوا ہی تھا کہ میری باری آ گئی یعنی بندہ کو YELLOW FEVER ہو گیا جو کہ افریقہ میں مہلک مرض اور لا علاج ہے۔ دست اور قے اور بخار اور دردیں اور بے ہوشی اور بے تسلی اور بے حد نقاہت ضعف بعض قلب جگر اور دماغ کی حدتہ رہی۔ ڈاکٹر مایوس ہو گئے جواب دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے دوبارہ جان بخشی کی۔ یہ محض اس کا احسان عظیم ہے۔ جس کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ اب بفضلہ تعالیٰ کچھ افاقہ ہے۔ میں اپنے پیارے آقا حضور انور اور سارے درویش صاحبان اور بزرگوں، محسنوں بھائیوں بہنوں کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے میرے لئے دعائے صحت کی ہے اور کر رہے ہیں جزاہم اللہ تعالیٰ۔ اُن سب کے لئے میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی دلی دعائیں قبول فرمائے۔ اور ہم سب کا انجام بخیر ہو۔ اور تمام جہان میں علم اسلام بلند کرنے میں ہم مظفر و منصور ہوں۔ اور کسر الصلیب ہو۔ آمین۔

تابعدار

محمد ابراہیم نبیل عفی اللہ مبلغ نزی ٹاؤن افریقہ

۱/۲/۵۲

خطبہ جمعہ

روزے انسان کو غلطیوں سے بچانے، مشکلات پر قابو پانے اور خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں

روزے رکھو اور دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ جماعت کی حفاظت فرمائے اور اسلام کی ترقی کے سامان بخشے

از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۰ر جنوری ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس: مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

نوٹ:- یہ خطبہ بوجہ تاخیر سے ملنے کے دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ لیکن مقدس امام ایدہ اللہ کے کلمات طیبات ہر وقت ایمان کو تازگی بخشنے والے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے اس سال کے شروع میں جماعت کو

سات روزے رکھنے کی تحریک

کی تھی۔ ان میں سے چار روزے تو گذر چکے ہیں۔ اور تین روزے باقی ہیں۔ گویا ان میں سے زیادہ حصہ گذر گیا۔ اور کم حصہ باقی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ مختلف جماعتوں کے دوستوں نے کس حد تک میری اس ہدایت کی تعمیل کی ہے۔ درحقیقت یہ تحریک ان کے اپنے فائدہ کے لئے تھی۔ روزوں سے انسان کے اندر نیکی کا مادہ ترقی کرتا ہے۔ اور اسے اپنی غلطیوں پر قابو پانے کی زیادہ توفیق ملتی ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کہتے ہیں کہ انسان کے نفس کے اندر جو بھوت اور جن پائے جاتے ہیں۔ جو بد روحیں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ وہ صرف روزے سے ہی بھاگتی ہیں۔ اور کسی چیز سے نہیں بھاگتیں۔ پھر روزوں میں دعائیں کرنے کا خاص طور پر موقع ملتا ہے۔ جو انسان کے مصائب اور مشکلات کا ازالہ کرتی ہیں۔ اور پھر سحری اٹھنے کی وجہ سے انسان کو تہجد کی طرف قدم بڑھانے کا موقع ملتا ہے۔ غرض روزے مختلف جہات سے انسان کو غلطیوں سے بچانے، مشکلات اور مصائب پر قابو پانے، خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے اور عبادات میں ترقی کرنے میں ممد ہوتے ہیں۔ پس میری اس ہدایت کے کہ سال کے شروع میں سات روزے رکھے جائیں۔ یہ معنے نہیں۔ کہ میں نے جماعت سے کسی قربانی کا مطالبہ کیا ہے۔ درحقیقت میں نے اس تحریک کے ذریعہ ان کی

جھولیوں میں خدا تعالیٰ کی برکتیں

ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اس تحریک میں بھی جو شخص سستی کرتا ہے۔ غفلت کرتا ہے۔ اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ اپنا نقصان خود کرتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی بن جاتی ہے۔ جو بڑا سست تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اتفاقاً وہ شدید گرمی کے دنوں میں دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ دھوپ کی وجہ سے اس کا جسم جھلس رہا تھا۔ اسے پسینہ آ رہا تھا۔ رستہ سے کوئی شخص گذرا۔ اور اس نے اسے اس طرح کڑکڑاتی دھوپ میں بیٹھے دیکھا تو اس نے کہا۔ میاں تم اس طرح کیوں تکلیف اٹھا رہے ہو۔ پاس ہی دیوار ہے۔ اس کا سایہ ہے جو ٹھنڈا ہے۔ تم اس سایہ میں بیٹھ جاؤ۔ اس پر اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ اور کہا۔ میں اگر سایہ میں چلا جاؤں۔ تو تم مجھے کیا دو گے۔ یہ تو ایک لطیفہ ہے۔ اور بعض قومیں دوسری قوموں پر ہنسی اڑانے کے لئے اس قسم کے لطیفے بنا لیا کرتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اس روزوں کی تحریک کو چٹی سمجھتا ہے۔ وہ اس سے گریز کرتا ہے۔ وہ تو کہانی ہے۔ اور کہانی شاید جھوٹی ہو۔ لیکن یہ تو سچ مچ وہی حرکت کرتا ہے۔ جو اس شخص نے کی۔ کہ اگر میں سایہ میں چلا جاؤں تو مجھے کیا دو گے۔ آخر کوئی شخص اگر

روزے رکھنے سے گریز

کرتا ہے تو اس کے سوائے اس کے کیا معنے ہیں۔ کہ میں یہ کام کیوں کروں۔ اگر کروں تو تم مجھے کیا دو گے حالانکہ جو تحریک میں نے کی ہے۔ یہ اسکے اپنے فائدہ کی چیز ہے۔ لوگ تو ایک ایک فائدہ کے حصول کے لئے بڑی بڑی محنت کرتے ہیں۔ پھر جسے چار پانچ فائدے مل جائیں۔ اُسے اور کیا چاہیئے۔ اگر انسان ایک ایک فائدہ کے لئے قربانی کرتا ہے۔ تو چار پانچ فائدوں کے لئے تو اسے اس سے بڑھ کر قربانی کرنی چاہیئے۔

پس جن لوگوں نے اس تحریک کے سلسلہ میں کوتاہی کی ہے اور روزے نہیں رکھے انہوں نے

اپنی جانوں پر ظلم

کیا ہے۔ انہوں نے نہ میرا کوئی نقصان کیا ہے۔ اور نہ سلسلہ کا کوئی نقصان کیا ہے۔ ربوہ والوں کے متعلق مجھے اطلاع آئی ہے کہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ تمام کے تمام لوگ روزہ رکھیں۔ لیکن یہ اطلاع نہیں آئی۔ کہ یہاں لوگ سو فیصدی روزے رکھتے ہیں یا نہیں۔ دوسرے روزے کے بعد یہ اطلاع ضرور آئی ہے۔ کہ روزے رکھنے والے پہلے سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ اور زیادتی اس وقت ہو سکتی ہے جب سو فیصدی نہ ہو۔ جب سو فیصدی لوگوں نے روزہ رکھ لیا۔ تو زیادتی کے کیا معنے۔ پس ان کا کہنا کہ پہلے کی نسبت زیادہ روزے رکھنے والوں کی تعداد میں زیادتی واقع ہو گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ پہلے روزہ رکھنے والوں میں کمی تھی۔ اور اب بھی سو فیصدی لوگوں نے روزہ نہیں رکھا۔

بہرحال جیسا کہ

میں نے بتایا ہے

جس شخص نے اس تحریک کے سلسلہ میں کوتاہی کی ہے۔ اس کی یہ کوتاہی اس پر ہی لوٹتی ہے۔ بعض دفعہ اگر ایک شخص بھی خدا تعالیٰ کے سامنے دعا کرتا ہے۔ تو اس ایک شخص کی دعا ہی قوم کو کہیں کا کہیں پہنچا دیتی ہے۔ لیکن اجتماعی طریق سے غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ سب لوگوں کو عبادت کرنے کا موقعہ ملے ورنہ اگر دس آدمی بھی عبادت کرتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ان کی دعائیں تو سن لے گا۔ لیکن دوسرے لوگ اس برکت اور رحمت سے محروم ہو جائیں گے۔ جو اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں ملنی تھی۔

پرانی تفسیروں میں

لکھا ہے۔ کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان آیا۔ یہ تو ایک کہانی۔ یہ اسرائیلیات میں سے ہے۔ لیکن بعض دفعہ بنی اسرائیل کی روایات تفاسیر اور احادیث میں بھی نقل ہو جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات یہ روایات بھی سبق کا کام دے جاتی ہیں۔ اگر مثنوی رومی اور کلیلہ دمنہ سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان روایات سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ جو بنی اسرائیل سے آئیں اور پھر یہی تفاسیر اور احادیث کی کتب میں بھی آگئیں۔ بیشک یہ روایات مجروح قرار دے دی جائیں۔ لیکن ان سے جو سبق ملتا ہے۔ وہ تو ہمیں لینا چاہیئے۔ بہرحال ایک روایت میں ہے کہ

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں

جب طوفان آیا۔ ایک چڑیا کا بچہ ایک درخت پر اپنے گھونسلہ میں پیاسا پڑا تھا۔ اس کی ماں گھونسلہ سے اڑ گئی تھی۔ پیاس کی وجہ سے وہ چڑیا کا بچہ بار بار اپنا منہ کھولتا تھا۔ طوفان بڑھنا شروع ہوا۔ اور ان دنوں کی آبادی تباہ ہونے لگی۔ اور دنیا میں تہلکہ مچ گیا۔ تب فرشتوں نے کہا۔ اے خدا کیا طوفان کو تھما دیں۔ کافی لوگ تباہ ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کہا۔ نہیں تھوڑی دیر اور۔ چنانچہ جب پانی اور اونچا ہو گیا۔ تو فرشتوں نے پھر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی۔ اور کہا۔ کیا اب طوفان کو تھما دیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوا نہیں تھوڑی دیر اور۔ پانی اور اونچا ہو گیا۔ تو فرشتے پھر خدا سے ملتجی ہوئے۔ اور کہا۔ کیا اب طوفان تھما دیں۔ خدا تعالیٰ نے کہا۔ نہیں۔ تھوڑی دیر اور۔ فلاں درخت پر چڑیا کا ایک بچہ ہے۔ وہ پیاسا ہے۔ پانی اس قدر اونچا کر دو۔ کہ وہ گھونسلے میں سے چونچ باہر نکال کر پانی پی لے۔ اب دیکھو خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کی ساری مخلوق اس چڑیا کے بچہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں تھی۔ اس بچہ کی پیاس بجھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی دوسری مخلوق کو تباہ کر دیا۔ اب

یہ تو ایک کہانی

ہے اور خواہ یہ کتنی مجروح ہو۔ کتنی متروک ہو لیکن اس سے یہ سبق ضرور ملتا ہے۔ کہ بعض دفعہ ایک چھوٹے سے اور بے حیثیت آدمی کے مقابلہ میں بھی ان لوگوں کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ جو باحیثیت ہوتے ہیں۔ لیکن درحقیقت بے حقیقت ہوتے ہیں۔ ان سب کے مقابلہ میں ایک چھوٹے سے اور بے حیثیت

آدمی کی

پرواہ کی جاتی ہے۔ جو بے حقیقت نہیں ہوتا۔ پس روزے رکھنے والے چاہے چار لاکھ میں سے دس ہزار ہوں یا چار پانچ ہزار ہوں۔ صاف بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مقبول ہیں۔ ان دس ہزار یا پانچ ہزار لوگوں نے دعا کر دی تو خدا تعالیٰ کے نزدیک کام ہو گیا۔ لیکن دوسرے لوگ اس کی برکتوں اور فضلوں سے محروم رہیں گے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جب عذاب آیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اس کا

بائیبل میں ذکر ہے۔ یونہی روایت یا کہانی نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔ اے اللہ! تو انہیں بخش دے۔ خدا تعالےٰ نے کہا۔ اس گاؤں یا بستی میں گند بھرا ہے۔ میں انہیں کس طرح بخش دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ اے اللہ! آخر ساری قوم تو گندی نہیں ہوتی۔ اگر اس گاؤں کے اندر سو آدمی نیک ہوں تو کیا ان گندے لوگوں کی وجہ سے تو ان سو آدمیوں کو بھی تباہ کر دے گا۔ خدا تعالےٰ نے کہا۔ نہیں ابراہیم اگر اس بستی میں سو آدمی نیک ہوں تو میں اس بستی کو تباہ نہیں کروں گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے سمجھ کہ اس گاؤں میں سو آدمی بھی نیک نہیں۔ تو آپ نے کہا۔ الٰہی اگر سو نہیں نوے ہی سہی صرف دس کا فرق ہے۔ اگر نوے آدمی اس بستی میں نیک ہوں تو کیا تو دوسروں کے ساتھ ان کو بھی تباہ کر دے گا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ابراہیم اگر ۹۰ آدمی بھی اس بستی میں نیک ہوں۔ تو میں اس بستی کو تباہ نہیں کروں گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے سمجھا کہ اس بستی میں نوے آدمی بھی نیک نہیں۔ آپ نے کہا۔ اگر اسّی آدمی نیک ہوں تو کیا تو انکو دوسرے لوگوں کے ساتھ تباہ کر دے گا۔

خدا تعالےٰ نے کہا

ابراہیم اگر ۸۰ نیک آدمی بھی ہوں تو میں اس بستی کو تباہ نہیں کروں گا۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعداد کم کرتے کرتے کہا۔ الٰہی اگر اس بستی میں دس نیک آدمی بھی ہوں تو کیا تو ان کو تباہ کر دے گا۔ اللہ تعالےٰ نے کہا۔ نہیں ابراہیم اگر دس آدمی بھی نیک ہوں تو میں اس بستی کو تباہ نہیں کروں گا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مزید اصرار کرنے کی جرأت نہ کی۔ اور سمجھ لیا کہ یہ بستی اب تباہ ہو کر رہے گی۔ تو اگر حقیقی نیک آدمی موجود ہوں تو چاہے وہ کتنے ہی تھوڑے ہوں وہ دعا کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ تو انکی دعا آفات کو زائل کر دیتی ہے۔ بدقسمتی باقی لوگوں کی ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس دعا میں شامل نہیں ہوتے۔ عذاب سے بچ جانا اور مقام کو حاصل کر لینا دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ ضروری نہیں ہوتا کہ اگر ایک شخص عذاب سے بچ جائے تو وہ مقام بھی حاصل کرے۔ خدا تعالےٰ بالذات خفگی کی وجہ سے بھی انسان کو نعمتیں ملا کر دیتا ہے۔

مجھے یاد ہے

ہمارے پاس ایک گائے تھی۔ اس نے ایک بچہ دیا۔ ہمارے ہاں رواج ہوتا ہے کہ جانور دوسرے شخص کو دیدیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس کی پرورش کرے۔ جب بڑا ہو جائے تو اس کی قیمت میں سے ایک حصہ اسے دیدیا جاتا ہے مثلاً اگر جانور چھوٹا ہو تو ادھیارہ کر لیا جاتا ہے۔ اور اگر بڑا ہو تو یہ طے کر لیا جاتا ہے۔ کہ پرورش کے بدلہ میں اسے تیسرا حصہ یا تین چوتھائی دے دیا جائے گا ہر حال میں نے وہ گائے کا بچہ ایک شخص کو پرورش کے لئے دیدیا۔ مجھے یاد نہیں رہا کہ ہم نے اس سے کونسا حصہ طے کیا تھا۔ آیا ہم نے تیسرا حصہ دینے کا وعدہ کیا تھا یا نصف دینے کا وعدہ کیا تھا۔ بہرحال جب وہ بچھڑا بڑا ہوگیا۔ تو اس شخص کی عورت میرے پاس آئی اور اس نے معاہدہ کے خلاف بات کی۔ یعنی اگر تیسرے حصہ کا وعدہ تھا۔ اس نے کہا معاہدہ نصف کا تھا یا نصف دینے کا معاہدہ تھا تو اس نے دو تہائی کہا۔ بہرحال جو فیصلہ ہوا تھا اس نے اسے بڑھا کر کہا میں نے کہا دیکھو تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے اور وعدہ کے خلاف حصہ بتایا ہے۔ تمہارے خیال میں اگر میں اس حصہ سے کم دوں جو تم بیان کرتی ہو تو میں کمینہ بنتا ہوں۔ پس میں تمہیں اس کی یہ سزا دیتا ہوں کہ میں یہ گائے تمہیں ہی دے دیتا ہوں۔ کیونکہ سزا کا کوئی اور طریق نہ تھا۔ اس لئے میں نے اُسے یہی سزا دی کہ میں گائے ہی تمہیں دیدیتا ہوں۔

پس

سزا کا ایک طریق

یہ بھی ہوتا ہے کہ جتنی چیز کوئی مانگتا ہے بعض دفعہ خفگی کے طور پر اس سے زیادہ اُسے دیدی جاتی ہے۔ یعنی معافی کا مل جانا یا ناراضگی کے طور پر کسی نعمت کا زائد طور پر مل جانا اپنی ذات میں اچھا نہیں ہوتا اپنی ذات میں یہ چیز اچھی ہوتی ہے کہ رضا مل جائے اگر رضا نہیں ملتی تو اس کا کیا فائدہ؟ جیسا کہ میں نے بتایا ہے میں نے اس عورت سے کہا۔ تم گائے ہی لے لو۔ میں تم سے کوئی نہیں لیتا۔ تم نے ایک چھوٹی سی چیز کو لالچ کا رنگ دیدیا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے ایک دفعہ ایک شخص کے پاس آدمی بھجوایا کہ تم زکوٰۃ ادا کرو۔ اس نے کہا دیکھو کتنا غلہ میں نے رکھا ہوا ہے۔ مجھے ان جانوروں کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ ان پر یہ یہ اخراجات ہوتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ آجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ دو چندے اور دو زکوٰۃ۔ جب وہ پیغامبر واپس آگیا اور اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا۔ اس شخص سے آئندہ زکوٰۃ نہ لی جائے۔ بظاہر تو اسے ایک چیز مل گئی۔ اگر ہزار روپیہ سالانہ زکوٰۃ تھی تو اُسے ہزار روپیہ سالانہ بچ گیا۔ لیکن اس شخص کے اندر نیکی تھی جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچ گیا۔ تو اس کی آنکھیں کھلیں۔ اور اُس نے خیال کیا چیز تو مل گئی ہے۔ لیکن خفگی کے ساتھ ملی ہے۔ چنانچہ وہ زکوٰۃ لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ زکوٰۃ حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی۔ چنانچہ وہ روتا ہوا چلا گیا۔ پھر اگلے سال آیا۔ اور نہ صرف اس سال کی زکوٰۃ ساتھ لایا بلکہ پہلے سال کی زکوٰۃ بھی لایا۔ اور کہا یا رسول اللہ میں نے پچھلے سال کی زکوٰۃ کے جانور بھی پالے تھے۔ وہ بھی لایا ہوں اور اس سال کی زکوٰۃ بھی لایا ہوں حضور قبول فرمالیں اور آپؐ نے فرمایا نہیں تم سے زکوٰۃ نہیں لی جائیگی آپؐ کی وفات کے بعد وہ شخص

حضرت ابو بکرؓ کے پاس

زکوٰۃ لے کر آیا۔ آپ نے فرمایا جس شخص سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ قبول نہیں کی اس سے میں بھی زکوٰۃ نہیں لوں گا۔ اگر کوئی بے ایمان شخص ہوتا تو کہتا چلو مزے ہوگئے اتنا مال مل گیا ہے۔ لیکن ایک دیندار شخص یہ سمجھے گا کہ میں کچھ لے کر نہیں آیا یہ لعنت ہے جو میں نے خریدی ہے۔

پس اگر کوئی شخص اس چیز سے بھی گریز کرتا ہے۔ جو اس کے فائدہ کی چیز ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے خوب چکمہ دیا ہے۔ اور اپنا خوب بچاؤ کیا ہے۔ تو وہ کسی کا نقصان نہیں کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس طرح کر کے

ایک بھاری نعمت سے محروم رہتا ہے

درحقیقت وہ اپنی ناک آپ کاٹتا ہے۔ دوسرے کا کوئی نقصان نہیں کرتا۔ پس جس شخص سے پہلے غفلت ہوئی ہے۔ خدا تعالےٰ اسے سمجھ دے تو وہ باقی روزوں کو پورا کرے۔ اگرچہ وہ باقی روزے رکھ کر اس ثواب کو حاصل نہیں کر سکتا جو پہلے روزے رکھنے والوں نے حاصل کیا۔ وہ وقت گذر گیا۔ ایک وقت ہوتا ہے۔ جو اس فائدہ کو اٹھا لیتا ہے اُٹھا لیتا ہے لیکن کہتے ہیں بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی اگر پہلے روزے نہیں رکھے۔ اور اس طرح ثواب اور ایمان کی ترقی سے محروم رہے۔ تو باقی روزوں کو رکھ کر جو ثواب ملتا ہے اسے کیوں جانے دو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مومنوں کو یہ یہ انعام دے گا۔ پھر فرمایا کہ

میری اُمت میں

سے بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو خدا تعالےٰ بغیر حساب لئے جنت میں داخل کرے گا۔ ایک صحابیؓ کھڑے ہوئے اور درخواست کی کہ یا رسول اللہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کرے آپ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد ایک اور صحابی کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے بھی دعا کریں۔ آپ نے فرمایا اب نہیں۔ جو یہ انعام لے گیا لے گیا۔ اس کی نقل کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اس طرح تو ساری دنیا نقل کرے گی۔ پس وقت پر کسی چیز کا خیال آجانا اور پھر عمل کر لینا بھی بھاری نیکی ہوتی ہے۔ لیکن کم سے کم وہ انسان بدقسمتی سے تو بچ جاتا ہے جسے بے وقت خیال آجائے۔ اور پھر وہ عمل کرے۔ یہاں کے لوگوں میں سے خدا تعالےٰ جسے ہدایت دے اسے تو باقی تین روزے رکھنے کی توفیق مل جائے گی۔ لیکن خطبہ چونکہ دیر سے چھپتا ہے اس لئے باہر کی جماعتوں کو دو روزے مزید باقی جماعت کے ساتھ رکھنے کا موقعہ مل جائے گا۔

بہرحال جماعت آجکل

سخت مشکلات میں سے گذر رہی ہے

دشمن مختلف طریق سے جماعت کو مٹانے کی کوشش کر رہا ہے۔ جماعت نے خدا تعالےٰ کے فضل سے مٹنا تو نہیں۔ لیکن جو شخص اس کے بچانے کے لئے کوشش کرتا ہے یقیناً وہ خدا تعالےٰ کے حضور میں بڑا مقرب ہے۔ چونکہ ہم میں کوئی طاقت نہیں اس لئے ہمارے پاس یہی ذریعہ ہے۔ کہ جس ہستی کو اس کی طاقت حاصل ہے۔ ہم اس کے سامنے عرض کریں کہ حضور جماعت کو دشمن کی زد سے محفوظ رکھیئے۔ گویا ہمارا کام صرف منہ سے کہنا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کسی دوسرے شخص کی شفاعت حسنہ کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کو بھی فائدہ سے محروم نہیں کرتا۔ بلکہ اسے بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ تو جب ایک شخص کی شفاعت حسنہ کرنیسے انسان فائدہ سے محروم نہیں رہتا۔ تو ایک جماعت کی شفاعت کرنے کے بعد وہ کیوں محروم رہے گا۔

پس دوستوں کو خدا تعالےٰ سے

دعائیں کرنی چاہئیں

کہ وہ جماعت کی حفاظت کرے۔ اسلام کی ترقی کے سامان بخشے۔ دشمن ناکام و نامراد ہوں۔ ہم ان کی ناکامی اپنی آنکھوں سے دیکھیں تا ہمارے دل اللہ تعالےٰ کے فضلوں سے لذت حاصل کریں یہ بہت بڑی چیز ہے اسکے لئے دوست دعا کریں بار بار خدا تعالےٰ کے حضور جائیں۔ بار بار اس کے سامنے پیش ہوں اور اس سے دعا مانگیں یہ ایسا کام نہیں جو دوبھر معلوم ہو۔ یہ کام تو ایسا ہے۔ جو جماعت کے ہر فرد کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر جماعت بچے گی تو اس کا ہر شخص بچے گا۔ اگر جماعت ترقی کرے گی۔ تو اس کا ہر فرد ترقی کرے گا۔ ہماری جماعت اگرچہ تعداد میں تھوڑی ہے۔ لیکن پھر بھی اس وجہ سے کہ جماعت منظم ہے۔ ہر سال ہزاروں آدمی ایسے ہوتے ہیں جو اس جتھہ کی وجہ سے بہت سی مشکلات سے بچ جاتے ہیں۔ اگر وہ اس جماعت سے باہر ہوتے تو ان مشکلات سے نہ بچتے۔ بے شک بعض ایسے افراد بھی ہیں جو اپنی بداخلاقیوں اور سستیوں کی وجہ سے نہیں بچتے۔ لیکن جماعت کا ایک فائدہ حصہ ایسا ہے۔ جو جماعت کی تائید کی وجہ سے بچ جاتا ہے۔ اور بعض اوقات گرے ہوئے لوگ دوبارہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ابھی تو ہم تھوڑے ہیں۔ لیکن پھر بھی جتھہ کی وجہ سے لوگ فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن اگر جماعت بڑھ جائے اور اسے طاقت حاصل ہو جائے تو کمزوروں کو اس وقت سے کہیں زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ اور وہ ظالموں کے ظلموں سے بچ جائیں گے۔ دنیوی طور پر بھی اور دینی طور پر بھی پس جماعت کے لئے دعا درحقیقت اپنے لئے دعا ہے۔ اگر کوئی شخص جماعت کی ترقی کے لئے دعا کرتا ہے۔ تو درحقیقت وہ اپنے لئے دعا کرتا ہے۔ وہ کسی پر احسان نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے فائدہ کو کام کرتا ہے۔ (الفضل ۸ $\frac{۲}{۵۳}$)

ہفت روزہ بدر مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۵۳ء

اخبار بدر دوسرے سال میں

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

خدا کے خاص فضل اور رحم کے ساتھ اخبار بدر ایک سال کی خدمت پوری کر لینے کے بعد آج دوسرے سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خاص ارشادات کی روشنی میں باوجود متعدد مشکلات کے صدر انجمن احمدیہ نے اس کے اجراء کا فیصلہ کیا۔ چونکہ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں عموماً اور قادیان میں خصوصاً اس قسم کے اہم کام کی سرانجام دہی کے لئے قابل افراد کی صد درجہ کمی آ گئی۔ اس لئے فوری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک ایک آدمی کے ذمہ متعدد کام لگائے گئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار کا کام بھی سلسلہ کے دوسرے ضروری امور کی انجام دہی کے بعد زائد وقت میں کرنا پڑتا ہے۔ تاہم خدا کا ہزار ہزار شکر اور اس کا احسان ہے کہ اس نے احباب جماعت تک احمدیت کے دائمی مرکز قادیان سے آواز پہنچانے کی توفیق دی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جس قدر خاص توجہ اس اہم کام کی طرف ہے۔ وہ حضور کے اس پیغام سے بالکل عیاں ہے جو حضور نے اخبار بدر کی پہلی اشاعت کے لئے بھجوایا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے خاص تصرف کے ماتحت ہندوستان کی جماعتیں اب پاکستان اور ہندوستان کے نام سے دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ سیاسی طور پر تقسیم ہو چکی ہیں بلکہ بین المملکتی اختلافات کی وجہ سے آپس میں میل جول بھی بہت ہی محدود ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہندوستان کی جماعتیں پاکستان میں شائع شدہ لٹریچر سے خواہ وہ موقت الشیوع ہو یا مستقل ہو بہت مدت تک محروم رہ گئی ہیں۔ ان حالات میں یہ ضروری تھا کہ قادیان سے ایسے لٹریچر شائع کرنے کی تدبیر کی جاتی۔ جو کہ آسانی کے ساتھ ہندوستانی جماعتوں تک پہنچ سکتا۔ چنانچہ اس بات کے مدنظر میں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بار بار ہدایت کی کہ کم سے کم ایک اخبار قادیان سے جاری کرنا شروع کریں تاکہ قادیان اور ہندوستان کی دوسری جماعتوں میں انفصال و اتحاد پیدا ہو۔ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ بدر کے نام سے ایسے اخبار جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور وہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ یہ مضمون میں اسی اخبار کے لئے بھجوا رہا ہوں"

اس کے بعد حضور انور نے خاص دعا کے ساتھ جماعت سے جن توقعات کا اظہار فرمایا ہے وہ حضور ہی کے الفاظ میں سنیئے۔ فرمایا:۔

"سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس اخبار کو بہتر سے بہتر کام کرنے کی توفیق بخشے۔ اور اس اخبار کے چلانے والوں کو ظاہری اور باطنی علوم عطا کرے جن سے وہ قوم اور ملک کی صحیح راہنمائی کر سکیں۔ اور جماعت احمدیہ کو اسباب کی توفیق عطا فرمائے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ اس اخبار کو خرید کر اخبار کی اشاعت کو وسیع سے وسیع کرتے چلے جائیں۔ اور ملک کے ہر گوشہ میں اسے پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ یہ اخبار روزانہ ہو جائے اور وسیع الاشاعت ہو جائے۔"

یہ ہیں وہ مقاصد جن کے پیش نظر اخبار بدر کا اجراء ہوا۔ اور یہ ہیں ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات جو حضور نے اپنی پیاری جماعت سے رکھی ہیں۔ مرکز سے جس قدر ہو سکا اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔ اب احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس پر غور کریں۔ اس وقت تک اخبار کے خریداران کی تعداد قابل اطمینان نہیں۔ ضرورت ہے اس امر کی احباب اس کی اہمیت سمجھیں اور اس کی اشاعت کی طرف خاص توجہ دیں۔ اس کا چندہ موجودہ گرانی کے باوجود بالکل برائے نام ہے۔ یعنی چھ روپے سالانہ جن مخلص ذی ہمت احباب نے اس کی اشاعت میں ذرا سی کوشش بھی کی ہے۔ اُن کی طرف سے چند ایک خریدار فوراً میسر آ گئے ہیں۔ اسی طرح اگر اب جماعت حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کی اشاعت میں خاص کوشش کریں تو چنداں مشکل امر نہیں۔ اگرچہ ہمیں اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا پورا احساس ہے۔ مگر محض حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک توجہ کے باعث جس قسم کی خدمت اخبار بدر کو کرنے کی توفیق ملی اور جس ضرورت کو اس نے پورا کرنے کی کوشش کی اُس کے متعلق مختلف اوقات میں مختلف احباب کی طرف سے مراسلات موصول ہوتے رہتے ہیں۔ بطور نمونہ ایک دوست کے مکتوب گرامی کا ایک حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ یہ دوست ہندوستان کے دور اُفتادہ مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔۔۔ کی زیر ادارت جو ہفتہ وار بدر شائع ہو رہا ہے۔ وہ بفضلہ تعالیٰ نہایت ہی اعلیٰ معیار و بلند پایہ کا ہے۔ اور امید ہے کہ ۔۔۔۔۔۔ انسان کی دائمی زندگی اور اخلاق کی تعمیر سے متعلق روحانی پس منظر کے ساتھ لکھے ہوئے تمدنی اور سیاسی مضامین کے مذہب دنیا کے اخبار بین طبقہ میں نہایت قدر اور منزلت کے ساتھ ہر جگہ دیکھا جاتا ہوگا۔ اور ہر متلاشی حق کے لئے مشعلِ راہ اور ہر روحانیت کے تشنہ لبوں کے لئے باعثِ تسکین ثابت ہوگا۔ بشرطیکہ دل میں خدا تعالیٰ کو پانے کی سچی تڑپ ہو۔ اور ہر ایک قسم کے تعصب سے دل و دماغ خالی ہوں بعض مضامین تو اس کے ہر لحاظ سے اعلیٰ ہوتے ہیں کہ دل میں تمنا ہوتی ہے۔ کہ کاش اس کے تراجم دوسری زبانوں میں کر کے کثرت سے اس کی اشاعت کی جاتی لیکن اپنی علمی اور مالی بے بضاعتی کے باعث یہ تمنا دل ہی دل میں دفن ہو جاتی ہے۔ اس پر قیمت سالانہ برائے نام فقط ڈاک خرچ کے طور پر نہایت ہی کم رکھی گئی ہے۔ کاش تعلیم یافتہ طبقہ جو بازاری رسالوں کے پیچھے سینکڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اور قہوہ خانوں پر اپنا قیمتی وقت گنواتے ہیں اس رسالہ کے خریدار بن کر اپنی دین و دنیا سنوارتے اور اعلیٰ تہذیب و تمدن کے جس کی طرف ہمارا ہفتہ وار بدر راہنمائی کرتا ہے وارث بنتے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں مزید برکت دیوے اور آپ کے مساعی جمیلہ کو اپنے فضل و کرم سے نوازے اور بدر کو اپنے جملہ مقاصد میں کامیابی عطا کرے اور ہمیشہ اسلامی سورج حضور اکرم کی پاک روح پرور تعلیمات کو منعکس کرنے والا بنا دے۔ آمین۔

بدر کی وجہ سے اپنے دل کی ظلمتوں کو دور ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اور ہر پرچہ کا نہایت بے قراری کے ساتھ انتظار رہتا ہے۔ پڑھنے کے بعد اکثر کوشش کی جاتی ہے۔ کہ بذریعہ بک پوسٹ دوسرے احباب تک یہ پہنچ جایا کرے۔ کیونکہ اتنی طاقت نہیں کہ ہر ایک دوست کے نام فرداً فرداً پرچہ جاری کروا سکوں"۔

بہر حال اگر دوست ایک طرف اپنے پیارے امام کے ارشادِ پاک کو ملاحظہ فرمائیں اور دوسری طرف اس دوست کے مشورہ کو پیش نظر رکھیں۔ تو یقیناً اخبار کی اشاعت میں ترقی ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات کو قریب ترین زمانہ میں پورا کیا جا سکتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کرتا اور قوم و ملک کی بہتری کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح اگر احباب جماعت اس کا بھی تعاہد کریں کہ جب بھی اُن کے یہاں کسی اخبار یا رسالہ میں سلسلہ کیلئے کوئی مفید بات شائع ہو اسکا تراشہ بدر کے نام ارسال کر دیا کریں تو بغیر اسکے کہ سلسلہ پر مزید مالی بوجھ پڑے اخبار زیادہ دلچسپ اور مفید بن سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق دے۔ آمین

ضروری اعلان برائے انتخاب عہدہ داران برائے ۵۶-۱۹۵۳ء

رپورٹ بھجوانے کی آخری تاریخ ۳۱ مارچ ہے

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان و کشمیر کے جملہ عہدہ داران کی میعاد ۳۰ اپریل ۱۹۵۳ء کو ختم ہو رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آئندہ تین سالوں یعنی ۳۰ اپریل ۱۹۵۶ء تک کے لئے نئے عہدہ داروں کا انتخاب جلد از جلد عمل میں آ جائے

بذا اُن موجودہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان و نیز مبلغین حضرات کو چاہئے کہ جن کی طرف سے انتخابی رپورٹیں ابھی تک دفتر ہذا میں نہیں بھجوائی گئیں ہیں۔ وہ فوری طور پر اپنی اپنی جماعتوں کے عہدہ داروں کا انتخاب کروا کر رپورٹ فرمائیں۔

نوٹ:۔ قواعد دربارہ انتخاب اخبار بدر مورخہ ۲۱/۱/۵۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور چھ ماہ سے زائد کے بقایادار کو ووٹ دینے کا حق نہیں ہے

(ناظر اعلیٰ قادیان)

فتنۂ عظیم

پاکستانی علماء کدھر جا رہے ہیں؟

معاصر روزنامہ "انقلاب" بمبئی نے یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو فتنۂ عظیم کے عنوان سے جو ایڈیٹوریل قلمبند کیا ہے۔ وہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

پاکستان میں احراریوں نے احمدیوں کے خلاف جو ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے۔ اس کی ہر سلیم العقل انسان مذمت کرنے پر مجبور ہے۔ ہمیں قادیانیوں کے مذہبی تصورات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اور ختم نبوت کے باب میں ان کے عقائد کو ہم قطعاً غلط تصور کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم اس ہنگامہ کی ہرگز تائید نہیں کر سکتے جو کراچی اور لاہور میں برپا ہے اور جس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ مملکت پاکستان کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں منافرت باہمی پھیل جانے کا بھی شدید اندیشہ ہے۔ آج کے حالات میں جبکہ دنیا کے گوشہ گوشہ سے اتحاد اسلامی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور مسلمانوں کا صاحب شعور طبقہ فروعی اختلافات کو ختم کرتے ہوئے اپنی متحدہ طاقت کے بل پر اسلامی نشاۃ ثانیہ کا خواب دیکھ رہا ہے۔ اختلاف عقائد کی بنیاد پر ایک تحریک کا سلسلہ شروع کر دیا جانا ایک ایسی مذموم اور تکلیف دہ حرکت ہے جسے سنجیدہ مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ اور ہم انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ ایک ایسی تحریک کی مذمت کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں جس کی قیادت کا فریضہ ممتاز علماء اسلام انجام دے رہے ہیں۔

جہاں تک ان مطالبات کا تعلق ہے جو احراریوں کی جانب سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ ہم کسی حالت میں ان کی تائید نہیں کر سکتے۔ اگر مولوی صاحبان کو یہ حق دیدیا جائے کہ وہ جس فرقہ کو چاہیں ایک ذرا سا شور و شغب برپا کر کے غیر مسلم اقلیت قرار دلا دیں۔ تو پاکستان میں اسلام کا مستقبل تاریک ہو جائیگا۔ آج چند مولویوں کے مطالبہ پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا سکتا ہے تو کل شیعوں۔ دیوبندیوں، شافعیوں، مالکیوں، حنفیوں، مقلدوں، غیر مقلدوں، بوہروں، آغا خانیوں اور دوسروں پر بھی یہی مصیبت طاری کی جا سکتی ہے۔ ہر فرقہ کے مولوی صاحبان دوسرے فرقہ کے لوگوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اور اگر حکومت ان سب کے مطالبات قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کر دے تو وہ وقت دور نہیں جب پاکستان میں سرے سے کوئی مسلمان باقی نہیں رہیگا۔ وہ ایسی غیر مسلم اقلیت کا ملک بن جائیگا۔ جس پر یہ شعر سو فیصدی صادق آئیگا ؎

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا

اور کافر یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان ہوں میں

رہا احمدیوں کا سرکاری ملازمتوں سے اخراج کا مسئلہ تو یہ بھی ایک قطعاً مہمل مطالبہ ہے۔ سرکاری مناصب کا تعلق اہلیت اور قابلیت سے ہوتا ہے۔ مذہب سے نہیں۔ اگر کوئی قادیانی لائق ہے تو اُسے ایک نالائق غیر احمدی کے مقابلہ میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا قطعاً زیادہ حق ہے۔ کسی شخص کو محض اختلاف عقائد کی بنیاد پر سرکاری ملازمت سے محروم کرنا قطعاً غلط اور احمقانہ بات ہے۔ اور ہم کسی حالت میں اس کی تائید نہیں کر سکتے۔ پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ آج جو مطالبہ قادیانیوں کے سلسلہ میں کیا جا رہا ہے وہی کل دوسرے فرقوں کے متعلق نہیں کیا جانے لگیگا؟ آج اگر ظفر اللہ خاں کو قادیانی ہونے کی بنیاد پر وزارت سے مستعفی کیا جا سکتا ہے۔ تو کل مسٹر غلام محمد کو پیر داتا علی شاہ سے گہری عقیدت کے جرم میں ان کے عہدہ سے برطرف کرنے کا مطالبہ وجود میں آسکتا ہے یہ ایک ایسا لا متناہی سلسلہ ہے جس پر کوئی روک نہیں کی جا سکتی۔ اگر حکومت پاکستان آج اس احمقانہ مطالبہ کو مان لے تو کل ایسا وقت آسکتا ہے جب اُسے سرکاری ملازمتوں کے لئے ایک شخص بھی نصیب نہ ہو۔ اس لئے کہ بہرحال مسلمان کسی نہ کسی فرقہ سے ضرور متعلق ہوگا۔ اور بد قسمتی سے دوسرے فرقہ کے لوگوں کے نزدیک اس کا "کفر" اتنا گہرا اور اتنا شدید ضرور ہوگا کہ وہ اُسے کسی حالت میں سرکاری ملازمت کا اہل نہیں قرار دے سکیں گے۔

جہاں تک احراری حضرات کا تعلق ہے ان کی پوری تاریخ ہنگامہ پسندی اور فتنہ انگیزی پر مشتمل رہی ہے۔ انہوں نے کبھی کشمیر میں تحریک چلا کے مسلمانوں کو بے وقوف بنایا۔ اور کبھی الور ایجی ٹیشن کا فتنہ کھڑا کر کے میواتی مسلمانوں کو مبتلائے مصائب کیا۔ کبھی لکھنؤ میں شیعہ سُنی جھگڑا کھڑا کیا تو کبھی مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ملت اسلامیہ کو کھلا ہوا نقصان پہنچایا۔ یہ قطعاً تخریبی ذہنیت رکھنے والے لوگ ہیں جو صرف ہنگاموں اور فسادات کی فضاء میں زندہ رہنے کے قابل ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد سے یہ لوگ خاموش تھے۔ اس لئے کہ پاکستان کا حکمران طبقہ ان کے سابقہ کردار سے بخوبی واقف تھا۔ اور وہ ان کو کسی حالت میں اُبھرنے کا موقعہ نہیں دینا چاہتا تھا۔ عوام میں بھی ان کی ساکھ گری ہوئی تھی۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے قیام پاکستان کی شدید مخالفت کی تھی۔ ایسی حالت میں ان کو مجبوراً پانچ سال تک خاموشی کی زندگی گذارنی پڑی۔ لیکن ان کی خوش قسمتی کہ چند "نہایت مولوی صاحبان" جو یہ محسوس کرتے تھے کہ ان کو قیام پاکستان سے اتنا فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ جتنا کہ وہ خود کو مستحق تصور فرماتے تھے۔ ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور ان کو اس کا موقعہ مل گیا کہ وہ احمدی اور غیر احمدی کا فتنہ کھڑا کر کے اس پردہ میں دوبارہ سیاست کے میدان میں آجائیں۔ ہم جانتے ہیں کہ احراریوں نے یہ تحریک کسی دینی جذبہ کے ماتحت شروع نہیں کی ہے۔ بلکہ وہ مذہب کے پردہ میں دوبارہ سیاسی عروج حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی اس خود غرضی اور مطلب پرستی کے متعلق ہمیں کچھ عرض نہیں کرنا ہے۔ وہ ہمیشہ اس ذہنیت کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ اور آج بھی اپنی سابقہ روایات پر عمل کر رہے ہیں۔ ہمیں افسوس تو ان دوسرے علماء کرام پر ہے جو اس فتنہ میں شریک ہو گئے ہیں۔ اور اس طرح نادانستہ طور پر نہ صرف اپنے وطن کو بلکہ درحقیقت اسلام کو شدید نقصان پہونچا رہے ہیں۔

آج سارے اسلام کے علماء اس الحاد و بے دینی کے شاکی ہیں۔ جو مسلمانوں کے مغربی تعلیم یافتہ طبقہ میں عام ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن وہ یہ بھولتے ہیں کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو مذہب سے دور کرنے میں مغربی تعلیم کا اتنا ہاتھ نہیں ہے۔ جتنا کہ ان اجارہ داران دین و ملت کا ہاتھ ہے۔ جو مسند علم و فضل پر فائز نظر آتے ہیں۔ اگر آج کمیونسٹ بے دین نظر آتا ہے۔ تو اس میں مارکس کی مادہ پرستی کا اتنا ہاتھ نہیں ہے جتنا کہ زارینہ کے اس سازشی اور غلط کار پادری کا ہاتھ ہے جس نے مذہب کو حکومت کا کھلونا بنا دیا تھا۔ ہمارے علماء کرام کی قدامت پسندی "کفر سازی" تنگ نظری اور شدید قسم کی متعصبانہ روش نے تعلیم یافتہ طبقہ کو نہ صرف یہ کہ علماء کی جانب سے بدظن کر دیا ہے۔ بلکہ ان میں مذہب کی جانب سے بھی بیزاری پیدا کر دی ہے۔ پاکستان کے علماء بھی بد قسمتی سے روایتی کٹھ مُلاؤں کا کردار انجام دے رہے ہیں۔ اور اس طرح وہ احمدیوں کے مقابلہ میں خود اسلام کو زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں۔ تعلیم یافتہ مسلمان جب اس قسم کی حرکتوں کو دیکھتے ہیں اور مذہب کے نام پر علمائے کرام کی تنگ نظرانہ روش کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ تو اس میں نفس مذہب کی جانب سے مایوسی پھیل جاتی ہے پاکستان میں بھی یہی ہوگا آج نہیں تو کل تعلیم یافتہ طبقوں میں مولویوں کی اس روش کا ردعمل نہایت ہی شدت سے نمایاں ہوگا۔ اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ علماء کرام کی عزت کا خاتمہ ہو جائیگا بلکہ اس دینی جذبہ کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ جو آج پاکستان میں موجود ہے۔ ترکی میں علماء کی اسی تنگ نظری نے جو نتائج پیدا کئے وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ایران میں علماء کا جو حشر ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔ اور شام و مصر میں جو حالات پیدا ہوئے ان سے بھی ہم واقف ہیں۔ بد قسمتی سے پاکستانی علماء بھی اسی غلط راہ پر چل رہے ہیں۔ جس پر ترکی اور ایران کے علماء چلے تھے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے جلد ہی اپنی روش تبدیل نہیں کی۔ تو اُن کو بھی انہیں نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا جن سے ترکی اور ایران کے علماء دوچار ہو چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ ان حالات کو زیادہ دنوں تک برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ ملک کی سالمیت پر علماء کے وار دیکھتے ہوئے خاموش نہیں رہ سکتا۔ اسے ایک نہ ایک دن علماء کے خلاف آواز بلند کرنا پڑے گی۔ اور ظاہر ہے کہ جب یہ طبقہ میدان میں آئیگا۔ تو علمائے کرام کے ساتھ ہی اسلام کو بھی اسی حشر سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جس کا ایک ادنیٰ مظاہرہ ہم ترکی میں دیکھ چکے ہیں۔

سیاست میں تخریبی مقاصد کے لئے مذہب کا استعمال حد درجہ نقصان دہ ہوا کرتا ہے۔ پاکستان میں آج مذہب کو تخریبی سیاست کا آلۂ کار بنایا جا رہا ہے۔ یہ چیز خود مذہب کے لئے انتہائی نقصان رساں ثابت ہوگی! اس لئے کہ جب پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ یہ محسوس کرے گا کہ مذہب کا حد درجہ ناجائز استعمال ہو رہا ہے۔ اور مذہب کے نام پر ملک کی وحدت ... کے پرخچے اُڑائے جا رہے ہیں۔ تو وہ لازماً مذہب کے خلاف صف آراء ہو جائے گا۔ اور اس کے نتیجے میں کم از کم یہ تو ضرور ہوگا کہ پاکستان کو ایک مثالی اسلامی اسٹیٹ بنانے کا خواب ہمیشہ کے لئے شرمندہ تعبیر رہ جائیگا۔ اور اسلامی اسٹیٹ کی جگہ ویسی ہی سیکولر حکومت وجود میں آجائے گی جیسی کہ انتزاع خلافت اسلامی کے بعد ترکی میں وجود میں لائی گئی۔ اگر پاکستانی علماء ایسے پسند نہیں کرتے کہ پاکستان کو غیر مذہبی ریاست بنا دیا جائے اور وہ واقعی ایک مثالی اسلامی حکومت کے قیام کے خواہشمند ہیں تو ان کو اپنی موجودہ تنگ نظرانہ روش ترک کرنا پڑے گی۔ مذہب کے نام پر فتنہ آرائی کا راستہ چھوڑنا پڑے گا احمدیوں کے نام پر فتنہ آرائی کر کے ممکن ہے کہ چند علماء کو کچھ عارضی شہرت حاصل ہو جائے۔ لیکن یہ شہرت آگے چل کے بہت مہنگی پڑ سکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم پاکستانی علماء کو ان کی موجودہ روش کے باب میں ابھی سے متنبہ کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ ان کی موجودہ سیاست اسلام، مسلمانوں اور خود پاکستان کے حق میں سم قاتل سے کم نہیں ہے اور اگر انہوں نے اسے ترک نہ کیا تو آج وہ زہریلے بیج بو رہے ہیں ان کے کڑوے پھل کل خود انہیں کھانا پڑیں گے۔ اور اس کا جو کچھ نتیجہ ہو سکتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

اشتراکیت اور اسلام

چند اصولی اشارات

(۲)

از قلم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی

اسلام کی عالمگیر مساوات

اب میں اسلامی نظریہ کی طرف آتا ہوں۔ اصولی طور پر اوپر کے نوٹوں میں یہ بتایا جا چکا ہے۔ اگر ایک طرف اسلام دنیا کے سامانوں اور دولت پیدا کرنے کے قدرتی ذرائع میں سب بنی نوع انسان کا مساویانہ حق تسلیم کرتا ہے۔ اور ان ذرائع کو کسی خاص قوم یا پارٹی کی اجارہ داری قرار نہیں دیتا وہاں دوسری طرف وہ عملاً دولت کے اس تفاوت کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ جو افراد کے ذاتی قویٰ اور ذاتی جد وجہد کے نتیجہ میں طبعی طور پر پیدا ہو جاتا ہے (دیکھو قسط سابق مضمون ہذا) لیکن ظاہر ہے کہ انسانی مساوات میں سب سے پہلا اور سب سے مقدم سوال دولت کی تقسیم کا نہیں بلکہ انسان کی نسلی اور شخصی مساوات کا ہے۔ کیونکہ دراصل یہی وہ میدان ہے جس میں ذاتی کش مکش اور سماجی خلیج پیدا ہو کر سب سے زیادہ فتنہ کا رستہ کھولتی ہے۔ اور سوسائٹی کے مختلف طبقات ایک دوسرے کے مقابل پر رقیبانہ کیمپ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ سو اس کے متعلق مقدس بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اور کس شان سے فرماتے ہیں۔ کہ:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ۔ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى (مسند امام احمد بن حنبل)

یعنی "اے لوگو! کان کھول کر سن لو کہ تمہارا رب ایک ہے۔ اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ اور پھر کان کھول کر سن لو کہ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے اور نہ گوروں کو کالوں پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کالوں کو گوروں پر فضیلت ہے۔ سوائے ایسی ذاتی خوبی اور ذاتی نیکی کے جس کے ذریعہ کوئی شخص دوسروں سے آگے نکل جائے۔"

یہ نظریہ اسلامی مساوات کا بنیادی پتھر ہے۔ جس میں سب اقوام عالم کو بلا استثناء ایک سطح پر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد مسابقت کی روح کو بیدار کر کے ان سے کہا گیا ہے۔ کہ اب جو شخص چاہے اپنے ذاتی اوصاف اور انفرادی جد وجہد کے زور سے آگے نکل جائے۔

دولت کو کھلے میدان میں لانے کی تلقین

سوال ہو سکتا ہے کہ اسلام کا تمدنی نظریہ بھی ٹھیک اور دولت کے قدرتی وسائل کے متعلق اس کی تعلیم بھی بجا لیکن اس بات کا کیا علاج ہے کہ اگر انفرادی قویٰ اور انفرادی جد وجہد کے نتیجہ میں دولت کا توازن ناگوار صورت اختیار کرے تو پھر اس توازن کو درست کرنے اور درست رکھنے کے لئے کیا صورت کی جائے؟ سو اس خطرہ کی طرف سے بھی اسلام غافل نہیں۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے:۔

الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ ...... هَذَا مَا كَنَزْتُمْ ......

(سورہ توبہ آیت ۳۴، ۳۵)

یعنی "جو لوگ سونے چاندی کے مالوں کو بند خزانوں کی صورت میں جمع کر کے رکھتے ہیں۔ اور انہیں خدا کے مقرر کردہ رستوں میں خرچ نہیں کرتے تو اے رسول! تم ایسے لوگوں کو خدا کے دردناک عذاب کی خبر دو .... ان کے لئے ان ہی بند خزانوں کو عذاب کا آلہ بنا دیا جائے گا کہ اب اپنے خزانوں کا مزہ چکھو جنہیں تم نے صرف اپنی جانوں اور اپنے عزیزوں کے لئے روک رکھا تھا۔"

اس سنہری تعلیم کے ذریعہ اسلام نے دولت کو کھلے میدان میں لانے اور ایک طرف غریبوں اور مسکینوں کی امداد پر بلاواسطہ خرچ کرنے اور دوسری طرف دولت کو تجارتوں اور صنعتوں میں لگا کر عوام کو بالواسطہ فائدہ پہنچانے کا رستہ کھولا ہے۔ اور ایک زبردست انتباہ کے ذریعہ لوگوں کو ہوشیار کیا ہے۔ کہ اگر تم نے اپنے خزانوں کو بند کر کے رکھا اور انہیں قوم و ملک کی بہتری کے لئے خرچ نہ کیا تو یہی بند خزانے تمہارے لئے ایک زمانہ میں دردناک عذاب بن جائیں گے۔ اور اس دردناک عذاب میں صرف آخرت کے عذاب کی طرف ہی اشارہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی اس ہیبت ناک کش مکش کی طرف بھی اشارہ ہے جس میں مزدور سرمایہ دار کے خلاف اور مزارع مالک کے خلاف اٹھ کر ان کی زندگی کی شیرینی کو تلخ اور ان کے دل و دماغ کے سکون کو برباد کر رہا ہے۔

اسلام کا قانونِ ورثہ

لیکن اسلام نے اس معاملہ میں صرف قولی تحریک پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ قومی اور ملکی دولت کو مناسب رنگ میں سمونے کے لئے ایک مؤثر مشینری بھی قائم کی ہے۔ اور اس مشینری کو چالو رکھنے کے لئے بہت سے معین احکام صادر فرمائے ہیں۔ ان احکام میں سے ایک حکم قانونِ ورثہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ایک نہایت درجہ حکیمانہ قانون ہے۔ جس کی رو سے ہر مرنے والے مسلمان کا ترکہ صرف ایک بچہ یا صرف نرینہ اولاد یا صرف خالی اولاد کے ہاتھ میں ہی نہیں جاتا۔ بلکہ سارے لڑکوں اور لڑکیوں اور بیوی اور خاوند اور ماں اور باپ اور بعض صورتوں میں بھائیوں اور بہنوں اور دوسرے رشتہ داروں میں بھی ایک نہایت مناسب شرح کے ساتھ تقسیم ہو جاتا ہے۔ اس طرح گویا اسلام نے دولت کی دوڑ میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد بعض ہرڈلس یعنی قانونی روکیں قائم کر دی ہیں۔ اور ہر نسل کے خاتمہ پر ایک روک سامنے آ کر دولت کے اس فرق کو کم کر دیتی ہے۔ جو اس عرصہ میں پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔ اسلام کے اس قانونِ ورثہ پر تفصیلی نظر ڈالنے سے یہ بات بالکل ظاہر و عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ اس قانون کے ذریعہ صرف ورثاء کو ورثہ پہنچانا ہی مدنظر نہیں ہے۔ بلکہ ملکی اور قومی دولت کو سمونا بھی اس کی اغراض میں سے ایک اہم غرض ہے۔

قانونِ ورثہ کے ضمن میں ہی اسلام نے ایک قانونِ وصیت بھی جاری فرمایا ہے۔ جس کی رو سے ہر مسلمان کے لئے اپنی جائداد کے ایک تہائی (⅓) حصہ کے متعلق غیر وارثوں کے حق میں وصیت کرنے کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص کے پاس تین لاکھ روپے کا مال ہے تو وہ اس میں سے ایک لاکھ روپیہ تک کی ایسے لوگوں یا اداروں کے حق میں وصیت کر سکتا ہے۔ جو اس کے شرعی وارث نہیں۔ یہ نظام بھی ملکی دولت کو سمونے کا ایک مقدس ذریعہ ہے۔ اور ہزاروں نیک دل مسلمانوں نے اس بابرکت نظام سے فائدہ اٹھا کر اپنی جائیدادوں کے معقول حصے غریبوں کے لئے یا غریبوں کی امداد کرنے والے اداروں کے لئے یا جماعتی اور قومی کاموں کے لئے وقف کئے ہیں اور کر رہے ہیں

امداد باہمی کی مؤثر مشینری

اسلام کا قانون امداد باہمی بھی ملکی دولت کو سمونے کا ایک بڑا امتیازی ذریعہ ہے۔ اسلام نے اس قانون کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ جبری ہے اور دوسرا حصہ طوعی اور تحریکی ہے تاکہ عقل اور جذبات دونوں کے لئے رستہ کھلا رہے۔ جبری قانون زکوٰۃ کے نظام سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے ذریعہ امیر لوگوں کی دولت پر حالات کے اختلاف کے ساتھ اڑھائی (۲½) فیصدی شرح سے لے کر بیس (۲۰) فیصدی شرح تک خاص ٹیکس لگا کر حکومتِ وقت یا نظامِ قومی کی نگرانی میں غریبوں اور مسکینوں اور کم آمدنی والے لوگوں کی امداد کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اس تعلق میں امیر سے مراد صرف امیر کبیر لوگ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ہر وہ شخص جو اپنی اصل اور فوری ضرورت سے کسی قدر زائد دولت رکھتا ہے۔ جسے اسلام کی اصطلاح میں نصاب کہتے ہیں۔ اس پر زکوٰۃ ٹیکس لگا کر کمزور لوگوں کی امداد کا رستہ کھولا گیا ہے۔ اور اس ٹیکس کو عائد کرتے ہوئے مقدس بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے جو الفاظ فرمائے ہیں وہ بھی اس ٹیکس کی غرض و غایت کو واضح کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

تؤخذ من اغنیائھم وترد علی فقرائھم (بخاری)

یعنی "زکوٰۃ کے نظام کا مقصد یہ ہے کہ دولت رکھنے والے لوگوں کی دولت کا ایک حصہ کاٹ کر غریبوں اور کمزور لوگوں کی طرف لوٹایا جائے۔"

اس حدیث میں "لوٹایا جائے" کے لطیف اور پُر معنی الفاظ اس غرض سے استعمال کئے گئے ہیں کہ تا یہ ظاہر ہو کہ یہ ٹیکس غریبوں کو احسان کے طور پر نہیں دیا جاتا۔ جس کی وجہ سے بے اصول امیروں کو ان پر احسان جتانے کا موقع پیدا ہو بلکہ یہ ایک ضروری اور قدرتی حق ہے۔ جو خالقِ فطرت نے امیروں کے مال میں غریبوں کا مقرر کر رکھا ہے۔ کیونکہ اول

تو اصل ملکیت خدا کی ہے۔ جو سب کا آقا و مالک ہے۔ اور دوسرے حقیقتاً ہر مال کے پیدا کرنے میں لازماً غریبوں اور مزدوروں کا ہاتھ ہوتا ہے پھر زکوٰۃ کے معنی بھی پاک کرنے اور ترقی دینے کے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف زکوٰۃ کی ادائیگی زکوٰۃ دینے والے کے مال کو دوسروں کے حق سے پاک کرتی ہے۔ اور دوسری طرف وہ زکوٰۃ لینے والوں کی ترقی کا سامان بھی مہیا کرتی ہے۔ بہرحال زکوٰۃ قومی اور ملکی دولت کو سمونے اور غریب لوگوں کو اوپر اُٹھانے کا ایک مؤثر اور جبری ذریعہ ہے۔ جو ملکی یا قومی انتظام کے ماتحت اختیار کیا جاتا ہے۔

امداد باہمی کا طوعی نظام

قانون امداد باہمی کا دوسرا حصہ طوعی نظام سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نظام کے ذریعہ اسلام نے غریبوں کی مالی امداد کے علاوہ سوسائٹی میں باہم محبت اور ہمدردی اور مواسات کے جذبات کو زندہ رکھنے کا دروازہ بھی کھولا ہے۔ اسلام نے اس طوعی نظام پر انتہائی زور دیا ہے اور غریب بھائیوں کی ہمدردی اور امداد کو ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نیکی قرار دیا ہے۔ اور خود ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ حدیث میں آتا ہے کہ غریبوں اور مسکینوں اور یتیموں اور بیواؤں کی امداد میں آپ کا ہاتھ اس تیز آندھی کی طرح چلتا تھا۔ جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی"۔ اور آپ اکثر یہ بھی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ جہاں زکوٰۃ برملا ادا کرو۔ کیونکہ جبری ٹیکس ہونے کی وجہ سے وہ حکومت کے انتظام کے ماتحت خرچ ہوتی ہے۔ وہاں ذاتی اور انفرادی امداد حتی الوسع خفیہ طریق پر دو تاکہ دینے والے کے دل میں احسان کا خیال اور لینے والے کے دل میں کمتری کا احساس نہ پیدا ہو۔ اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ غریبوں اور مسکینوں کی امداد کا یہ طوعی نظام زکوٰۃ کے جبری نظام کے علاوہ تھا۔ اور ضروری تھا کہ جبری نظام کے ساتھ ساتھ اس قسم کا طوعی نظام بھی قائم کیا جاتا تاکہ لوگوں کے دلوں میں اخوت اور محبت اور انفرادی ہمدردی کے جذبات کو زندہ رکھا جا سکے۔ لیکن اس کے مقابل پر اشتراکیت ان سب جذبات کو مٹا کر انسان کو بھی گویا مشین کا ٹکڑا کرنا اور محض ایک مشین بنانا چاہتی ہے۔

اسلام کا نظامِ تجارت و لین دین

اسی تعلق میں اسلام کا قانونِ تجارت اور قانونِ لین دین بھی ملکی دولت کے ناواجب اجتماع کو روکنے کی ایک بھاری مشینری ہے۔ حق یہ ہے کہ اسلام نے سُود کو حرام قرار دے کر دولت کے توازن کو برباد کرنے کا ایک بہت بڑا آلہ بیکار بنا دیا ہے۔ سُود کے ذریعہ انسان کو اپنی طاقت سے بڑھ کر قرضہ برداشت کرنے کی ناواجب جرأت پیدا ہوتی ہے۔ اور عوام کا روپیہ سمٹ سمٹ کر آہستہ آہستہ امیروں کے خزانہ میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو دنیا میں زیادہ تر سُود ہی سرمایہ داری کو بھیانک صورت دینے کا ذمہ وار ہے۔ اگر آج سُود کا لین دین بند ہو جائے تو ملک کی بڑی بڑی تجارتیں اور صنعتیں چند سرمایہ دار اور افراد کے ہاتھ سے نکل کر یا تو مشترکہ سرمایہ والی تجارت اور مشترکہ صنعت کی صورت میں منتقل ہو جائیں گی۔ اور یا اس قسم کی بڑی تجارتیں اور صنعتیں جو ملکی دولت کے توازن کو خراب کرنے والی ہیں حکومت کے ہاتھ میں چلی جائیں گی۔ اور دونوں طرح دولت کے سمونے کا رستہ کھلے گا۔ اور ظاہر ہے کہ چند خاص تجارتوں اور صنعتوں کے حکومت کے قبضہ میں ہونے سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ بلکہ اس میں بعض ملکی اور قومی فوائد متوقع ہیں۔ اس کے علاوہ سُود کی حُرمت سے پرائیویٹ لین دین کے میدان میں بھی امیروں کے لئے غریبوں کے مال پر ڈاکہ ڈالنے اور ان کے خون چوسنے کا موقع نہیں رہتا۔

یہ خیال کہ سُود کے بغیر تجارت نہیں چل سکتی ایک محض نظر کا دھوکہ ہے۔ جو موجودہ ماحول کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ جبکہ یورپ و امریکہ کے سرمایہ داروں کی وجہ سے سُود کا جال عالمگیر صورت میں وسیع ہو چکا ہے۔ ورنہ اس سے قبل سُود کے بغیر بھی دنیا کی تجارت چلتی تھی۔ اور انشاء اللہ اس باطل ماحول کے مٹنے پر پھر چلے گی اور پہلے سے بڑھ کر چلے گی۔ سُود کی جگہ اسلام نے قرضہ بصورت رہن اور مشترکہ سرمایہ کے طریق کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ اس میں دولت کے توازن کو بگاڑنے کے بغیر تجارت کا رستہ کھلتا ہے۔ اور انفرادی ہمدردی کے جذبات کو بھی ٹھیس نہیں لگتی۔

سُود کی حرمت کے ساتھ ساتھ اسلام نے جُوئے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ جوئے میں دولت کے حصول کو محنت اور ہنرمندی پر مبنی قرار دینے کی بجائے محض اتفاق پر مبنی قرار دیا جاتا ہے۔ جو نہ صرف قومی اخلاق کے لئے مہلک ہے۔ بلکہ بسا اوقات دولت کی ناواجب تقسیم کا بھی ذریعہ بن جاتا ہے۔

غیر معمولی اقتصادی حالت کا علاج

اوپر والا نظام جس میں ایک طرف ذاتی جائداد کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف ملکی دولت کو زیادہ سے زیادہ سمونے اور امیر و غریب کے فرق کو کم سے کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے، عام حالات کے لئے قائم کیا گیا ہے لیکن اگر کسی وقت ملک میں قحط یا جنگ وغیرہ کی وجہ سے غیر معمولی حالات پیدا ہو جائیں اور خوراک کے ذخیروں میں غیر معمولی کمی آ جائے یعنی ملک و قوم کے ایک حصہ کے پاس تو نسبتاً زائد خوراک موجود ہو۔ اور دوسرے حصہ کے پاس اس اقل ضرورت سے بھی کم ہو یا بالکل ہی نہ ہو اور لوگوں کی جانوں کا خطرہ پیدا ہو جائے تو اس قسم کے خاص حالات میں اسلام حکم دیتا ہے کہ امیروں اور غریبوں کے ذخیروں کو اکٹھا کر کے سب کی ضرورت کے مطابق راشن بندی کر دی جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں کئی موقعوں پر اس قسم کے حالات پیدا ہوئے اور آپ نے ان غیر معمولی حالات میں نہ صرف اس قسم کے استثنائی انتظام کی اجازت دی۔ بلکہ اسے پسند فرمایا اور اس کی تاکید کی۔ مثلاً حدیث میں آتا ہے:-

خرجنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی غزوۃ فاصابنا جھدٌ حتّٰی ھممنا ان ننحر بعض ظھرنا فامرنا النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم فجمعنا ازوادنا۔ (مسلم باب استحباب خلط الازواد)

یعنی ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے مگر راستہ میں ہمیں خوراک کی سخت کمی پیش آگئی حتّٰی کہ مجبور ہو کر ہم نے (سواریوں کی کمی کے باوجود) ارادہ کیا کہ خوراک کے لئے اپنی بعض سواری کی اونٹنیاں ذبح کر دیں۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سب لوگوں کے خوراک کے ذخیرے اکٹھے کر لئے جائیں۔ اور پھر آپ نے ان جمع شدہ ذخیروں میں سے سب کو حسب ضرورت راشن تقسیم کرنا شروع کر دیا"۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:-

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الاشعریین اذا ارملوا فی الغزو او قل طعام عیالھم بالمدینۃ جمعوا ما کان عندھم فی ثوب واحد ثم اقتسموا بینھم فی اناء واحد بالسویۃ فھم منی وانا منھم۔ (بخاری کتاب الشرکۃ فی الطعام)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قبیلہ اشعر کے لوگوں کا یہ طریق ہے کہ جب کسی سفر میں انہیں خوراک کا توڑا پڑ جاتا ہے۔ یا حضر کی حالت میں ہی اُن کے اہل و عیال کی خوراک میں کمی آجاتی ہے تو ایسی صورت میں وہ سب لوگوں کی خوراک ایک جگہ جمع کر لیتے ہیں اور پھر اس جمع شدہ خوراک کو ایک ناپ کے مطابق سب لوگوں میں مساویانہ طریق پر بانٹ دیتے ہیں سو اسی لئے یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں"۔

اس شاندار تعلیم سے ظاہر ہے کہ اگر ایک طرف اسلام نے انفرادیت کو زندہ رکھنے کے لئے ذاتی مال اور ذاتی جائداد کے اصول کو تسلیم کیا ہے تو دوسری طرف اجتماعیت کو زندہ رکھنے کے لئے غریبوں کی امداد کے انتظام کے علاوہ خاص حالات میں یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ خوراک کی استثنائی قلت کے زمانہ میں جبکہ سوسائٹی کے ایک حصہ کی ہلاکت کا خطرہ ہو امیروں اور غریبوں کے ذخیروں کو جمع کر کے سب میں حسب ضرورت مساویانہ طریق پر تقسیم کر دو۔ اور یہی وہ وسطی تعلیم ہے۔ جس سے دنیا میں حقیقی امن کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔

حکومت کی خاص ذمہ داری

بالآخر اسلام نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ایسے معذور لوگ جو کسی بیماری یا کمزوری یا جسمانی نقص کی وجہ سے اپنی روزی نہیں کما سکتے یا ان کی روزی ان کی اقل ضروریات کے لئے متکفی نہیں ہوتی اور ان کی یہ بے کاری اور غربت غفلت اور سستی کی وجہ سے نہیں ہے تو معذور لوگوں کی اقل ضروریات کا انتظام حکومت کرے۔ اور اسلامی تعلیم کے مطابق اقل ضروریات میں خوراک، لباس اور مکان شامل ہیں۔ (دیکھو قرآن مجید سورہ طٰہٰ آیات ۱۲۳ و ۱۲۴) یہ انتظام اس لئے بھی ضروری تھا کہ قرآنی تعلیم کے مطابق مخلوق کے رزق کی آخری ذمہ واری خدا تعالیٰ پر ہے (دیکھو سورہ ہُود آیت ۷) پس جو حکومت دنیا میں خدا کی نمائندہ بنتی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ ایسے معذور لوگوں کی اقل ضروریات کی متکفل ہو جو اپنی خواہش اور کوشش کے باوجود ضروری آمدنی پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

بحث کا خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاں ایک طرف اشتراکیت کا نظام

(الف) انفرادی جد و جہد کے جذبہ کو کمزور کر کے کام کے سب سے بڑے فطری محرک کو مٹاتا ہے۔

(ب) فطرت انسانی کے جذبات ہمدردی اور مواسات کو تباہ کرتا ہے۔

(ج) انسان کے دماغی قویٰ کو بے قیمت

(باقی صفحہ ۱۰ کالم نمبر ۳ پر ملاحظہ ہو)

مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں بڑی بے چینی اور تشویش

(۲)

از جناب مولانا محمد شریف صاحب فاضل مبلغ بلاد عربیہ

فلسطین کے ساحل سمندر پر واقع منزل آلِ اسرائیل، میں شاید ہی کوئی قطعہ زمین ہوگا جو انسانی خون سے سیراب نہ ہوا ہو .... اور یہودیوں کی بے چینی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ موقعہ بے موقعہ ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں کہ ہم تو بڑے ہی صلح پسند اور آشتی نما اور بڑے ہی اور بہت پرانے مہذب اور جنٹلمین قوم ہیں ۔ اے عربو! ہمارے ساتھ صلح کر لو، ورنہ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارا کیا حشر ہوگا۔ ع کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ

فلسطین کے مشرق جانب مملکت اردن ہے۔ حادثہ فلسطین سے پہلے اسکے باشندوں کی تعداد پانچ لاکھ تھی۔ جن میں سے اکثر بدوی تھے۔ حادثہ فلسطین کے بعد ان میں ساڑھے سات لاکھ فلسطینی پناہ گزین عربوں کا اضافہ ہوگیا۔ گویا بھوک و بے ملی اور ننگ و دھنگ ایک ہی ملک میں جمع ہو گئے۔ ایک بجرت سے دن رات بڑھنے والے مالدار یورپین رنگ کے طاقتور فوجی ملک رجس کا ہر ۱۸ اسال سے ۵۰ سال تک کی عمر کا ہر مرد و عورت فوجی ٹریننگ رکھتا ہو) کے ہمسایہ میں ہونے والا غریب و بے کس ملک کب چین کی نیند سو سکتا ہے!

سابق شاہ اردن عبداللہ کے متعلق یہ امید رکھنا کہ اردن میں کوئی فوجی انقلاب ان کی زندگی میں کامیاب ہو جائے گا۔ محال تھا۔ اسلئے بیت المقدس کے باشندہ ایک نوجوان نے ان کو مسجد اقصےٰ میں جام شہادت پیش کر دیا۔ ان کے بعد اردن سے باہر ہو گیا۔ ان کے فرزند شاہ طلال کو پاگل بنا کر سوئٹزرلینڈ بھیجدیا گیا پھر واپس بلا لیا گیا پھر اپنے بیٹے کے حق میں تخت شاہی سے دست برداری کا اعلان کرا کر مصر کے بڑے گھر میں بغرض آرام بھیجدیا گیا آجکل مجلس دستور سلطنت اردن میں ہی ممبران مجلس دو دو ہاتھ کر رہے ہیں۔ اور موجودہ وزیر اعظم اردن توفیق پاشا ابو الہدیٰ

کے خلاف زبردست مہم جاری ہے۔

مصر میں کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے، حادثہ جانکاہ فلسطین سے عرب لیگ کے ڈھول کا پول کھل گیا۔ شاہ مصر فاروق نے اپنی پہلی بیوی ملکہ کو طلاق دیدی۔ وزیر اعظم مصر نقراشی پاشا کو قتل کر دیا گیا۔ مسلم برادرہڈ (اخوان المسلمون) کو پہلے اس کے مجرمانہ اور سفاکانہ اور قانون شکنی اعمال کی وجہ سے خلاف قانون قرار دیا گیا۔ پھر اسکے صدر مولوی حسن بنّاء کو قتل کیا گیا۔ کئی وزارتیں قائم ہوئیں۔ اور بدلتی رہیں اور بدل ہی رہی۔ مصر اور برطانیہ کا جھگڑا شروع ہو کر مجلس امن تک پہنچا۔ پھر معاہدہ مصر و برطانیہ کے منسوخ کرنے کا اعلان مصر کی طرف سے ہوا۔ علاقہ نہر سویز میں انگریزوں سے مصریوں کی چپقلش کے نتیجہ میں کئی مائیں بے اولاد اور کئی بیویاں بیوہ اور کئی بچے یتیم ہوئے۔ اور قاہرہ شعلہ نار ہوا۔ پارلیمنٹ مصر کو برطرف کیا گیا۔ اور بالآخر ۲۶ر جولائی ۱۹۵۲ء کے تاریخی دن مشرق وسطیٰ کے سب سے بڑے مسلمان بادشاہ شاہ مصر و سوڈان فاروق کو تخت شاہی مصر سے معزول کر کے دس گھنٹے کے اندر اندر سرزمین مصر سے باہر نکال دیا گیا ....

...... اور جنرل محمد نجیب نے اپنی فوجی حکومت مصر میں قائم کر لی۔ اور تیس سالہ دستور (کانسٹی ٹیوشن) مصر کو منسوخ کر دیا گیا بڑی بڑی جاگیرداری اور زمینیں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کا فوجی قانون نافذ کیا گیا۔ اور خطابات (پاشا، بیگ وغیرہ) یک قلم منسوخ کر کے آہستہ آہستہ روسی نظام کی تقلید کی جا رہی ہے۔ اور سوڈان بھی خود مختار ہونے کے لئے بے چین و بے قرار نظر آتا ہے اور مشرقی افریقہ میں ماؤ ماؤ انگریزوں کو وہاں سے باہر نکالنے کے لئے میدان عمل میں سرگرم ہیں۔

الغرض گذشتہ پانچ سال سے مشرق وسطیٰ بڑی بے چینی اور تشویش میں مبتلا ہے اور

زیر و زبر ہو رہا ہے اور اس آتش فشاں پہاڑ سے مشابہ ہے جو ہر وقت آتش افشانی کر رہا ہو۔ لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ جو حالات گذشتہ پانچ سال سے ان ممالک اسلامیہ میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ صرف مسئلہ فلسطین میں برطانیہ و امریکہ (جو دونوں ایک ہی قوم ہیں) اور روس کی فلسطین کے متعلق متفق پالیسی اور سمجھوتہ کا نتیجہ ہیں! اور مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک کی سب بے چینیوں اور قلق و اضطراب و تشویش اور مصائب کا آغاز فلسطین کی تقسیم سے شروع ہوا۔ ان تمام حالات کا علم قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ مسیح موعود مصلح موعود، ہمارے امام ہمام حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد اطال اللہ بقاءہ مطلع شموس طالع کو اپنے الہام سے قادیان دارالامان کی مقدس بستی میں ماہ مئی ۱۹۴۷ء میں دیدیا تھا؟ تا لوگوں کا ایمان بھی عالم الغیب خدا پر پیدا ہو۔ اور اس کے خلیفہ فی الارض کی قدر و منزلت کا اظہار دنیا میں ہو۔ اگر آپ کو معلوم نہیں۔ تو آپ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء کا پہلا صفحہ ملاحظہ فرمائیں۔ جو بجنسہا درج ذیل ہے:-

" حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ایک تازہ الہام

روس اور برطانیہ میں سمجھوتہ

(فرمودہ ۱۹ر مئی ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب)

مرتبہ فیض احمد صاحب گجراتی

فرمایا:- پرسوں یا اترسوں رات کے وقت جب میری آنکھ کھلی۔ تو بڑے زور کے ساتھ میرے قلب پر یہ مضمون نازل ہو رہا تھا۔ کہ برطانیہ اور روس کے درمیان ایک ماڈیفائڈ ٹریٹی (Modified Treaty) ہوگئی ہے جس کی وجہ سے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں بڑی بے چینی اور تشویش پھیل گئی۔

فرمایا - ماڈیفائڈ کے معنی ہوتے ہیں بدلا ہوا یا ہُوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ اسبات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کہ غالباً بیرونی دباؤ اور بعض خطرات کی وجہ سے برطانیہ مخفی طور پر روس کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ کر دیگا۔ جس کی وجہ سے روسی دباؤ مشرق وسطیٰ پر بڑھ جائے گا۔ اس وقت میرے ذہن میں عراق۔ فلسطین اور شام کے ممالک آئے ہیں۔ یعنی ان ممالک کے اندر روس اور انگریزوں کے سمجھوتہ کر لینے کی وجہ سے گھبراہٹ اور تشویش پیدا ہوگی۔ کیا انگریز جو سختی کے ساتھ روس کی مخالفت کر رہے تھے انہوں نے یہ سمجھوتہ اس سے کس بناء پر کیا ہے

جہاں تک مستقل اور آخری مرحلہ کا سوال ہے۔ قرآن کریم اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اقوام میں جنگ تو ضرور ہوگی۔ لیکن بعض اوقات سیاسی اغراض کے ماتحت دشمن کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے یا اس کے حملہ سے بچنے کے لئے حکومتیں وقتی طور پر صلح کر لیتی ہیں تاکہ کوئی خطرہ نہ رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انگریز روس کے خیال سے اپنا دفاعی پہلو مضبوط کرنے کے لئے مجبوراً کوئی سمجھوتہ روس کے ساتھ کریں گے۔ سیاسی دباؤ بعض اوقات بڑے بڑے نتائج پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اور حکومتیں اس دباؤ کی وجہ سے ایسا قدم اٹھانے کے لئے مجبور ہو جاتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ اور امریکہ جو ہمیشہ روس کے مفاد کے راستہ میں حائل رہتے تھے۔ اب بعض سیاسی حالات یا اغراض کے ماتحت اس کی مخالفت کو چھوڑ دیں گے۔ اور ادھر روس بھی جو بعض باتوں میں برطانیہ اور امریکہ سے چپقلش رکھتا تھا۔ اب ان کی مخالفت کو ترک کر دے گا۔"

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس اعلان کے پندرہ روز بعد فلسطین میں یو، این، او کا کمیشن آیا۔ جس نے تقسیم فلسطین کا مشورہ دیا۔ اور مجلس اقوام متحدہ نے باوجود اسلامی اور ایشیائی ممالک کی زبردست مخالفت کے تقسیم فلسطین کا ریزولیوشن ۲۹ر نومبر ۱۹۴۷ء کو پاس کر کے نافذ کر دیا۔ اور مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں بڑی بے چینی اور تشویش پھیل گئی اور روس کا دباؤ مشرق وسطیٰ پر بڑھ گیا۔

اے دانشمندو! یہ ہے ہمارا زندہ خدا جو اپنی ذات کا اپنے کلام سے ثبوت دیتا ہے۔ اور یہ ہے ہمارا امام ہمام خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جو زندہ خدا کے تازہ کلام سے مشرف ہو کر اور اسکی اشاعت کر کے بندوں کے زیادتی ایمان اور ہدایت کا موجب بنتا ہے۔ اور دین اسلام کی صداقت علاوہ بیشمار عقلی و نقلی دلائل و براہین کے خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ اور نو بنو نشانوں سے بھی دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ یقیناً سچ فرمایا۔ حضرت نعمت اللہ ولی نے:-

"دَور او (احمد) چوں شود تمام بکام

پسرش یادگار مے بینم"

اور سچ فرمایا حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے:-

"(۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا۔ جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق و العلاء ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا و ثلاث عشرۃ کاملۃ د .

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جھوٹ نہ بولنے کے متعلق

(۱) عن ابی بکرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الکبائر قُلْنَا بلیٰ یا رسول اللہ فقال الا و قول الزُّوْرِ و شھادۃ الزُّور فما زال یقولھا حتّٰی قُلْت لا یَسْکُتُ۔

(ترجمہ) حضرت ابوبکر صدیق سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا میں تم کو بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں سے سب سے بڑے گناہ کون کون سے ہیں۔ ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ خاموش نہ ہوں گے۔

(۲) عن خریم بن فاتکؓ قال صَلَّی النَّبِیُّ صلی اللہُ علیہ وسلم الصبح فَلَمَّا انصرف قام قائماً فقال عدلت شھادت الزُّورِ بالاشراک باللہِ ثلاث مَرّات ثم تلا فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبُوا قول الزُّورِ حُنفاء اللہ غیرَ مشرکین بہ۔

حضرت خریم بن فاتکؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو اُٹھ کر فرمایا۔ کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کی گئی ہے اور اس بات کا تین دفعہ اعادہ فرمایا۔ پھر آپ نے ۔۔۔۔ آیت پڑھی: بُت پرستی کی پلیدی سے اور جھوٹی بات (اور جھوٹی شہادت سے) دین کو اللہ کے لئے خالص کرو۔ اور شرک نہ کرو۔

(۳) عَنْ ابن مسعودٍ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثُمَّ الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثُمَّ یجئُ قومٌ تسبقُ شھادۃُ احدھم یمینہٗ و یمینہ شھادتہٗ

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اچھے لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تم سے پہلے شہادت دیں گے۔ اور شہادت سے پہلے قسم کریں گے۔

(۴) عن جابرٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحلف اَحدٌ عندَ منبری ھٰذا علےٰ یمین آثمۃٍ ولو علےٰ سواکٍ اَخضَر اِلّا تبوّءَ مقعدہٗ من النّارِ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے۔ خواہ وہ ایک سبز مسواک کے متعلق ہی ہو۔ وہ خود اپنی جگہ دوزخ میں بناتا ہے۔

(۵) عَنْ اَبِی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وسلم اَنا زعیمٌ فی ربضِ الجنۃِ لِمَنْ ترکَ المراءَ و اِن کان محقًّا وببیتٍ فِی وَسطِ الجنّۃ لمن ترکَ الکذب و اِن کان مَازِحًا۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں اس شخص کے لئے بہشت کے ایک گوشہ میں ایک گھر کا ذمہ وار ہوں۔ جو کہ حق بجانب ہونے کی صورت میں بھی جھگڑے کو ترک کر دے۔ اور اس شخص کے لئے بہشت کے درمیان ایک گھر کا ذمہ وار ہوں۔ جو مزاح کی صورت میں بھی کبھی جھوٹ نہ بولے۔

(۶) عَنْ عبد اللہ بن مسعودٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الصِّدقَ یھدی الی البرِّ و ان البرّ یھدی الی الجنۃ و اِنَّ الرَّجل یصدق حتّٰی یکون صدّیقاً و انَّ الکذبَ یھدی الی الفجور و انَّ الفجور یھدی الی النار و ان الرجل لیکذِبُ حتی یکتبَ عند اللہِ کذَّابًا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سچ بولنا نیکوکاری کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکوکاری بہشت کی طرف راہنمائی کرتی ہے آدمی سچ بولتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک صدیق ہو جاتا ہے۔ اور جھوٹ بولنا بدکاری کی طرف لے جاتا ہے۔ اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ خدا کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔

(۷) عن سفیان بن اَسید حضرمیؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کبرت خیانۃً ان تُحدّثَ اخاکَ حدیثاً ھُوَ لکَ بہ مصدّقٌ وَ اَنت بہ کاذبٌ

حضرت سفیان بن حضرمیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بہت بڑی خیانت ہے۔ کہ تو اپنے بھائی سے کچھ بات کہے اور وہ تجھے سچا سمجھتا ہو۔ اور تو جھوٹ بول رہا ہو۔

(۸) عَنْ عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اِذا کَذَبَ العبدُ تَبَاعَدَ عنہ المَلَکُ مِیلًا من نَتْنِ مَا جَاءَ بہ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم نے فرمایا۔ کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ تو فرشتے اس سے میل بھر دور ہو جاتے ہیں۔ بوجہ اس بدبو کے جو جھوٹ بولنے سے پیدا ہوتی ہے۔

(۹) عن اُمِّ معبدٍ قالت سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ لِسَانِی من الکذبِ

حضرت ام معبدؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں۔ کہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنا کہ اے میرے اللہ میری زبان کو جھوٹ سے پاک رکھ

اللّٰھم صل علےٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ وبارک وسلم انک حمیدٌ مجیدٌ۔

خاکسارہ امۃ الحبیب

بنت جناب مرزا برکت علی صاحب (آف آبادان)

اسلام اور اشتراکیت بقیہ ص۵

ٹھہرا کر تنزل کے رستہ پر ڈالتا ہے۔

(د) انسان کے اقتصادی حالات کو غیر فطری خارجی سہاروں کے ساتھ وابستہ کرتا ہے اور

(ھ) روحانیت کو مٹا کر دہریت اور مادیت کا بیج بوتا ہے

وہاں دوسری طرف اسلام کا نظام۔

(الف) اشتراکیت اور سرمایہ داری کے بین بین فطری اور وسطی رستہ پر گامزن ہوتا ہے

(ب) انفرادی جائداد کے اصول کو تسلیم کرنے کے باوجود ملکی اور قومی دولت کو سمونے کے لئے ایک مؤثر مشینری قائم کرتا ہے

(ج) دولت پیدا کرنے کے قدرتی وسائل کو سب کے لئے یکساں کھلا رکھتا ہے۔

(د) انسانی جذبات ہمدردی اور مواسات کو زندہ رکھتا اور تقویت پہنچاتا ہے اور

(ھ) خالق و مخلوق کے فطری رشتہ کو محفوظ رکھتا اور ترقی دیتا ہے۔

امن عالم کا مستقبل

پس لاریب اشتراکیت اور سرمایہ داری کے انتہائی نظاموں کے مقابلہ پر اسلام کا وسطی نظام ہی اس قابل ہے کہ اس پر دنیا کے تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی جائے اور انشاء اللہ اسلام کی ترقی کے دوسرے دور میں جو خدا کے فضل سے اب شروع ہو رہا ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں کیا خوب فرمایا ہے کہ

جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ۔

یعنی اے مسلمانو! ہم نے تمہیں ایک وسطی اُمت بنایا ہے۔ تاکہ تم دنیا کی مختلف قوموں کے لئے جو افراط اور تفریط کی انتہاؤں کی طرف جھکی ہوئی ہیں خدا کی طرف سے سچے اور وسطی رستہ کے گواہ رہو۔ اور خدا کے فضل سے وہ وقت دور نہیں کہ یہی وسطی رستہ تمام دوسرے رستوں کو مٹا کر دنیا کا شاہراہ قرار پائے گا اور ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم افراد کی بے چینیوں اور قوموں کی کش مکشوں کو دور کر کے امن عالم کی بنیاد بنے گی۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

مساجد کا قیام قوم کے لئے بہت بڑی برکات کا موجب ہوتا ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

(۱) (الف) وکلاء۔ ڈاکٹر اور کنٹریکٹر پیشہ ور احباب گذشتہ سال کی آمد معین کریں اور معین کرنے کے بعد اگلے سال ان کی آمد میں جو زیادتی ہو اس کا دسواں حصہ مساجد فنڈ میں ادا کر دیا کریں۔

(ب) علاوہ سالانہ آمد کی زیادتی کا دسواں حصہ دینے کے وہ بجٹ کے سال کے پہلے مہینے یعنی ماہ مئی کی آمد کا پانچ فی صدی مساجد فنڈ میں ادا کر دیا کریں۔

(۲) ملازمین احباب کو ہر سال جو پہلی سالانہ ترقی ملے وہ مساجد کی تعمیر کے لئے دی جائے۔ اسی طرح جب کوئی دوست پہلی دفعہ ملازم ہو تو پہلی تنخواہ ملنے پر اس کا دسواں حصہ مساجد فنڈ کے لئے دیا جائے۔

(۳) زمیندار احباب جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو وہ ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے اور جن کے پاس اس سے زائد زمین ہو وہ دو آنہ فی ایکڑ کے حساب سے مسجد فنڈ میں چندہ دے

(۴) مزارعین جن کے پاس دس ایکڑ سے کم مزارعت ہو وہ دو پیسہ فی ایکڑ کے حساب اور اس سے زائد مزارعت والے ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے رقم ادا کریں۔

(۵) بڑے تاجران مثلاً منڈیوں کے آڑھتی۔ کمپنیوں والے کارخانوں والے وغیرہ وغیرہ ہر مہینے کے پہلے سودے کا منافع مساجد فنڈ میں دیا کریں۔ چھوٹے تاجران ہر ہفتے کے پہلے سودے کا منافع مساجد فنڈ میں دیا کریں۔

(۶) مستری۔ لوہار۔ مزدور دوست ہر مہینے کے پہلے دن کی مزدوری کا یا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن کی مزدوری کا دسواں حصہ مساجد فنڈ میں دیا کریں۔

(۷) مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر شادی پر بیٹے کی پیدائش پر مکان کی تعمیر پر یا امتحان پاس ہونے پر کچھ نہ کچھ رقم ضرور دیا کریں۔ (ملخص)

عہدہ دار احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کے مطابق احباب کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف وقتاً فوقتاً توجہ دلاتے رہیں۔ جن احباب اور جماعتوں نے مئی ۱۹۵۲ء سے آخر دسمبر ۱۹۵۲ء تک مساجد فنڈ میں رقوم ادا فرمائی ہیں۔ ان کی فہرست درج ذیل ہے۔ جن جماعتوں نے اپنے چندہ کے ساتھ تفصیل نہیں بھجوائی۔ ان جماعتوں کا نام لکھ دیا گیا ہے۔ اور تفصیل کے ساتھ چندہ بھجوانے والی جماعتوں کے احباب کے نام شائع کئے جا رہے ہیں۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ آئندہ چندہ بھجواتے وقت تفصیل بھی ارسال فرمایا کریں۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

فہرست چندہ دہندگان مساجد فنڈ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

نمبر شمار	نام معطی	رقم	نمبر شمار	نام معطی	رقم
۱	مکرم شیخ محمد یعقوب صاحب درویش قادیان	۱۰-۰-۰ روپے	۲۴	مکرم بابا جان محمد صاحب درویش قادیان	۲-۰-۰ روپے
۲	〃 مولا بخش صاحب باورچی درویش 〃	۱-۲-۹ 〃	۲۵	〃 غلام رسول صاحب چیمہ 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۳	〃 حافظ عبد العزیز صاحب 〃 〃	۳-۰-۰ 〃	۲۶	〃 محمد یوسف صاحب زیروی 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۴	〃 بابا بھاگ صاحب قادیانی 〃 〃	۳-۰-۰ 〃	۲۷	〃 بابا جلال الدین صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۵	〃 نذیر احمد صاحب شاد 〃 〃	۱-۰-۰ 〃	۲۸	〃 بابا فضل احمد صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۶	〃 نذیر احمد صاحب ٹیلر 〃 〃	۳-۰-۰ 〃	۲۹	〃 دفعدار محمد عبد اللہ صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۷	〃 عبد القادر صاحب اعوان 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۳۰	〃 چوہدری سلطان احمد صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۸	〃 خدا بخش صاحب سندھی 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۳۱	〃 بھا عبد اللہ صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۹	〃 بدر الدین صاحب عاقل 〃 〃	۳-۰-۰ 〃	۳۲	〃 بھائی اللہ دین صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۱۰	〃 عبد الرشید صاحب نیاز 〃 〃	۲-۱۰-۰ 〃	۳۳	〃 محمد سلیمان صاحب 〃 〃	۱-۰-۰ 〃
۱۱	〃 محمد صدیق صاحب ننگلی 〃 〃	۱-۳-۰ 〃	۳۴	〃 شیخ عبد القدیر صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۱۲	〃 مستری محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۳۵	〃 شہادت حسین صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۱۳	〃 شیر احمد خاں صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۳۶	〃 محمد علی صاحب گجراتی 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۱۴	〃 بابا صدر دین صاحب قادیانی 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۳۷	〃 نور محمد صاحب پونچھی 〃 〃	۱-۰-۰ 〃
۱۵	〃 بابا اللہ دتا صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۳۸	〃 مستری عبد السبحان صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۱۶	〃 چوہدری حسن دین صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۳۹	〃 شیخ احمد صاحب 〃 〃	۳-۰-۰ 〃
۱۷	〃 مرزا عبد اللطیف صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۴۰	〃 شیخ محمد ابراہیم صاحب 〃 〃	۳-۰-۰ 〃
۱۸	〃 چوہدری ولی احمد صاحب بنگالی 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۴۱	〃 حافظ عبد الرحمٰن صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۱۹	〃 نذر محمد خاں صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۴۲	〃 احمد الدین صاحب 〃 〃	۳-۰-۰ 〃
۲۰	〃 محمد ابراہیم صاحب غالب 〃 〃	۱-۰-۰ 〃	۴۳	〃 فضل الرحمٰن صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۲۱	〃 منظور احمد صاحب چیمہ 〃 〃	۳-۰-۰ 〃	۴۴	〃 چوہدری محمد احمد صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃
۲۲	〃 بابا خدا بخش صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۴۵	〃 حاجی محمد الدین صاحب 〃 〃	۳-۰-۰ 〃
۲۳	〃 چوہدری شکر دین صاحب 〃 〃	۲-۰-۰ 〃	۴۶	〃 ڈاکٹر عطر دین صاحب 〃 〃	۱-۰-۰ 〃
				میزان	۱۰۲-۱۵-۹

(باقی)

یادِ رفتگان

جناب خانصاحب مولوی نور محمد صاحب سابق پراونشل امیر صوبہ اُڑیسہ

نوٹ :- جناب خان صاحب مولوی نور محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر آف پولیس (ریٹائرڈ) سابق پراونشل امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ اُڑیسہ کی وفات کی خبر اس سے قبل بدر میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ حالات مکرم سید ارشد علی صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔ جو بہت مختصر ہیں۔ اور اس سے تشنگی دور نہیں ہوتی۔ خدا کرے اس مضمون سے جناب مولوی صاحب مرحوم رضؓ کے کسی اور عزیز کو مفصل حالات ضبط قلم میں لانے کی توفیق ملے۔ (ایڈیٹر)

ہر قوم جماعت کے بزرگ اصحاب کی زندگی اور موت اپنے ہر دور کے لحاظ سے آنے والی اور موجودہ نسلوں کے لئے بعض عملی خصوصیات کے اعتبار سے ایک ایسا قابلِ قدر نمونہ ہوتی ہے جنہیں زندہ قومیں بجائے بھلانے کے ہمیشہ یاد رکھتی ہیں۔ بھائی نور محمدؐ صاحب مرحوم سابق پراونشل امیر جماعتہائے احمدیہ اُڑیسہ کی المناک رحلت کی خبر ابھی کچھ دن ہوئے اخبار بدر میں شائع ہوئی تھی۔ عاجز نے اُن کے چھوٹے بھائی میاں حسن صاحب کو ایک عریضہ لکھا تھا کہ آپ مرحوم کے کچھ کوائف و حالات قلم بند کر کے عاجز کو بھیجدیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شاید میاں حسن صاحب کو میرا عریضہ ملا نہیں۔ بہرکیف وقت چونکہ تیزی سے گذرتا جا رہا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ جو مختصر حالات مجھے معلوم ہیں وہی ناظرین بدر کی خدمت میں پیش کر دوں۔ ڈپٹی صاحب مرحوم سے دس بارہ سال کے عرصہ میں تین چار مرتبہ ملا ہوں۔ پوری اور کٹک میں جہاں مرحوم ایک اعلیٰ پولیس افسر کی حیثیت میں رہے ہیں۔ میں مرحوم کا مہمان بھی رہا ہوں۔ مرحوم اُن احمدیوں سے تھے۔ جنہیں دیکھنے ہی سے احمدیت کی تبلیغ میں ترقی اور اسکی طرف ایک مذہبی توجہ پیدا ہو جاتی تھی۔ مرحوم تھے تو ایک پولیس افسر لیکن جہاں جہاں وہ تعینات رہے ہیں۔ وہاں کے اپنے اور پرائے انہیں "ولی" اور "دیوتا" سمجھتے تھے ان کے احمدی ہونے کے صحیح حالات تو مجھے معلوم نہیں۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اُڑیسہ کے شاید ایک بہت بڑے عالم اور بزرگ جو اُڑیسہ سے حیدر آباد چلے گئے تھے۔ ان کی تبلیغ سے احمدی ہوئے تھے۔ مرحوم کا سنہ بیعت تو میں نہیں جانتا۔ لیکن اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم احمدیت کے گہرے رنگ کے اعتبار سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے احمدی معلوم ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں بہت غور سے پڑھی تھیں۔ عربی بھی اچھی خاصی جانتے تھے۔ نمازیں بہت سنوار کے پڑھا کرتے تھے۔ ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے لذت محسوس ہوتی تھی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے غلامانہ رنگ کی محبت کرتے تھے۔ تبلیغ احمدیت کا بڑا شوق تھا۔ اور اسے اپنے فرائض میں سے ایک بڑا فرض سمجھتے تھے۔ ایک فلاسفر نے لکھا ہے کہ کسی شخص کی روحانیت کا اگر اندازہ لگانا ہو تو اُس کے اہل کو دیکھو مرحوم احمدیت کا ایک اچھا نمونہ ہونے کے لحاظ سے اپنی شریکِ حیات کے لئے بھی ایک عمدہ نمونہ تھے۔ اور سچ یہ ہے۔ کہ مرحوم کی اہلیہ صاحبہ اخلاص میں اپنے قابلِ عزت شوہر کا ایک بہترین نمونہ ہیں

مرحوم کی محبت

اپنے عزیزوں سے مرحوم کی محبت ایک نعمت پیدا کر دیتی ہے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ اصرار کر کے مجھ نابکار کا جسم دبانے لگتے تھے۔ میں بہت منع کرتا تھا اور شرم سے پانی پانی ہو جاتا تھا۔ لیکن بار بار فرماتے تھے۔ "بھیا آپ تھک گئے ہوں گے"۔ اکثر کٹک اور پوری میں عاجز کو سیر کرانے کے لئے بازار لے جاتے تھے۔ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ شہر کے بڑے بڑے تاجر مرحوم کو ایک روحانی بزرگ سمجھ کر اُن سے ملتے تھے۔

مرحوم کا دعائیں کرنے کا انداز بڑا دلربا ہوتا تھا۔ میرا جہاں تک خیال ہے شاید پینسٹھ یا ساٹھ سال کی عمر تھی۔ لیکن اس عمر میں اپنی والدہ کی خدمت کو اولین فرض سمجھتے تھے۔ مرحوم کی والدہ مرحومہ ایک مخلص احمدی خاتون تھیں۔ موت قدرت کے بھیدوں میں سے ایک عجیب بھید ہے۔ کسی نے کیا عجیب کہا ہے ؎

رہبرِ ملکِ عدم کوئی جو ملا یہ لوگ تو شیخ اس سے پوچھیں گے

مرکز کی مالی مشکلات اور جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کا فرض

نا دہند اور بقایا داران فوری توجہ فرمائیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے جماعت کی مالی مشکلات سے متعلق مندرجہ ذیل پیغام سے احباب جماعت کو اس امر کا پورے طور پر احساس ہو جائے گا۔ کہ سلسلہ اس وقت کس قدر مشکلات کے نازک دور میں سے گذر رہا ہے۔ اور مرکز کی موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جماعت کے ہر فرد کو کس قدر مزید قربانیاں کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور فرماتے ہیں :-

"تبلیغ رُک رہی ہے۔ مشن بے کار ہو رہا ہے۔ مرکز معطل ہو رہا ہے۔ اسلام اور احمدیت کے سپاہیو! ابھی وقت ہے۔ اُٹھو اور اس عارضی غفلت کے پردوں کو چاک کر کے رکھ دو"

اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ایک خطبہ میں ادائیگی چندہ جات کی موجودہ غفلت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"غفلت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اب ہم مجبور ہیں۔ کہ یا تو نصف کے قریب مشن باہر کے بند کر دیں۔ یا پھر نصف کے قریب جماعت کے افراد کو اپنی جماعت سے نکال دیں کیونکہ وہ وعدے کو پورا نہیں کرتے ہیں۔ ان دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کئے بغیر ہمارا گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اگر جماعت کے ایک حصہ کو جو وعدہ کرتا ہے۔ مگر اس کے ایفاء کی طرف توجہ نہیں کرتا الگ کرنا پڑے۔ تو ہم اُن کے نکالنے میں ذرا بھی پرواہ نہیں کریں گے۔ میں نے ایک وسیع تجربہ کے بعد اور کلام الٰہی کا عمیق مطالعہ کے بعد اس حیثیت کو پا لیا ہے۔ کہ خدائی سلسلوں میں افراد کی کوئی قیمت نہیں۔ صرف اخلاص کی قیمت ہوتی ہے۔ اگر جماعت کا کچھ حصہ کٹ جائے یا کاٹنا پڑے۔ تو اس سے جماعت کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ پھر بھی وہ آگے ہی قدم بڑھائے گی"

حضرت اقدس کے مندرجہ بالا ارشادات اس امر کے متقاضی ہیں۔ کہ ہر وہ شخص جو احمدیت میں داخل ہے۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ کہ کیا وہ جماعتی قربانیوں میں سو فیصدی حصہ لے کر اپنے فرض کو پورے طور پر ادا کر رہا ہے۔ اسیطرح جماعت کے عہدیداران کا اولین فرض ہے کہ وہ اپنی اعلےٰ قربانیوں کا عملی نمونہ پیش کرنے کے علاوہ جماعت کے ہر کمزور اور غافل فرد کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلا کر بیدار اور ہوشیار کریں۔ اگر عہدیداران اسی جذبہ اور روح سے کام کریں۔ جس کی حضرت اقدس احباب جماعت سے توقع رکھتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ کسی جماعت میں کوئی بقایا دار یا نادہند فرد اپنی موجودہ حالت میں رہ سکے۔

پس مجھے اُمید ہے۔ کہ جماعت کے احباب اور عہدیداران موجودہ مالی سال ختم ہونے سے قبل اپنے ذمہ بقایا جات کی سو فیصدی ادائیگی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

سال بھر تبلیغ

بڑی بڑی لائبریریوں اور پبلک ریڈنگ روموں میں تبلیغی اغراض کے پیش نظر اخبار بدر جاری کئے جا رہے ہیں آپ کو خدا نے مالی وسعت دے رکھی ہے۔ صرف چھ روپیہ سالانہ کے ساتھ سال بھر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ثواب حاصل کریں سلسلہ کو ایسے مخلصین کے تعاون کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

سب جاتے ہیں آنکھیں بند کئے کیا جانا بوجھا رستہ ہے

ڈپٹی صاحب مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ خدا تعالےٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔

عاجز سید ارشد علی احمدی لکھنوی۔